رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

۱۶ صلح ۱۳۴۳ ہش | یکم رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ | ۱۶ جنوری ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۱ جنوری بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ کھانسی کی تکلیف اگرچہ ہے بلکہ اس میں پہلے کی نسبت کمی ہے۔ شام کے وقت کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر اہل و عیال مورخہ ۹ جنوری کو پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۴ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ کو زکام کی تا حال تکلیف چل رہی ہے۔ اور کبھی کبھار تنگی کی بندش بھی ہو جاتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ اور اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین۔

"اسلام افریقہ میں عیسائیت سے بازی لے جائیگا"

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری کا اعتراف

آج افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے مابین ایک زبردست روحانی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو شکست دے کر پورے براعظم پر چھا جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہر چند کہ دونوں اپنا پورا زور لگا رہے ہیں تاہم مقابلہ ظاہری ساز و سامان کے اعتبار سے برابر کا نہیں ہے۔ ایک طرف تو عیسائی پادریوں اور منادوں کی زبردست جمعیت ہے۔ اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے بے سرو سامان چند سر فروش مجاہد۔ ایک طرف سو سالہ مشنری سرگرمیوں کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیوں اور بڑی بڑی عیسائی حکومتوں کی امداد و اعانت کا نشہ ہے اور دوسری طرف غریب و فاقہ کش تہیدست، دکھاں مست مبلغین اسلام کا نہایت ہی مختصر طائفہ۔ ایک طرف ہزاروں ہزار سکول، بڑے سے بڑے ہسپتال، مشن ہاؤس اور عالیشان گرجا ہیں۔ اور دوسری طرف چند ایک مدارس اور بہت قلیل التعداد مساجد قلیل التعداد اس لئے کہ ان کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں۔ ایک طرف وسائل کی بہتات ہے اور دوسری طرف وسائل کا یکسر فقدان۔ الغرض ظاہری ساز و سامان اور وسائل کے اعتبار سے وہاں اسلام کی مثال اُس ننھی سی چڑیا کی سی ہے جو باز ہی نہیں بلکہ اپنے سے سینکڑوں اور ہزاروں گنا زیادہ ہیبتناک اور طاقتور عقاب پر جھپٹنے اور اُسے ختم کر دینے کی کوشش میں مصروف ہے۔

دنیا حیران ہے اور اس کی یہ حیرت بے محل نہیں کہ اس ننھی سی چڑیا میں یہ ہمت و جرأت اور حوصلہ کہاں سے آ گیا۔ جس نے اُسے اپنے سے ہزاروں گنا طاقتور اور مہیب دشمن سے نبرد آزما ہونے پر آمادہ کر رکھا ہے۔ دنیا اس عزم و حوصلہ اور ہمت و جرأت پر ہی حیران نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر حیرانی اُسے اس بات پر ہے کہ یہ ننھی سی بے حیثیت چڑیا قدم بہ قدم عقاب کو شکست دے کر ایک مورچہ کے بعد دوسرا مورچہ سر کرتی اور برابر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس حیرت و استعجاب کا اظہار خود عیسائی پادری اور مناد کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے آئے دن ایسے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جو اسلام کے ان بے سرو سامان اور تہیدست و کھال مست مٹھی بھر مجاہدین اسلام کے بالمقابل خود ان کی اپنی ناکامیوں کے اعتراف پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ ٹی واٹسن (Rev. J. T. Watson) نے ایسا ہی ایک بیان کیپ ٹاؤن میں دیا ہے۔ وہ کینیا کے مقام لیمورو میں بائبل سوسائٹیوں کے سیکرٹریوں کی دس روزہ کانفرنس میں شرکت کے بعد برطانیہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں دو ایک روز کے لئے کیپ ٹاؤن میں ٹھہرے تھے۔ ان کا یہ بیان افریقہ کے قریباً تمام اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ذیل میں ہم سیرالیون کے شہر فری ٹاؤن سے شائع ہونے والے اخبار "ڈیلی میل" میں شائع شدہ خبر کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اخبار مذکور ریورنڈ واٹسن کے بیان پر مشتمل خبر شائع کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"کیپ ٹاؤن ۷ نومبر (بروز جمعرات) برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے ٹی۔ واٹسن نے آج کیپ ٹاؤن میں اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ بات عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔

اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ دنیا کی آبادی ۵۰ دس لاکھ نفوس فی ہفتہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے لیکن چرچ دنیا کی روحوں کو جیتنے اور اُنہیں عیسائیت کا گرویدہ بنانے کی جدوجہد میں ناکام ہوتا جا رہا ہے۔

مسٹر واٹسن دو روز کے لئے کیپ ٹاؤن آئے ہوئے ہیں۔ آپ افریقہ میں بائبل سوسائٹیوں کے سیکرٹریوں کی دس روزہ کانفرنس میں شرکت کے بعد جو کینیا کے مقام لیمورو میں منعقد ہوئی تھی۔ انگلستان واپس جاتے ہوئے کیپ ٹاؤن تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے افریقہ میں زیادہ عرصہ ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اس لئے میں افریقہ کے نئے آزاد ملکوں میں غیر ملکی پادریوں اور ان کی کلیسیائی تنظیم کے خلاف مخالفانہ جذبہ سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہوں۔ تاہم موجودہ صورت حال فوری توجہ کی متقاضی ضرور ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم مقامی پادریوں کے لئے اپنے دروازے کھول دیں اور ہمارا وہاں سے چلا آنا ہی بہتر ہو تو ہمیں ....

انہوں نے مزید کہا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام افریقہ میں برابر ترقی کر رہا ہے۔ اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں دو افراد کو حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی موقع ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں۔ ہمیں اس موقعہ سے فوری فائدہ اُٹھانا چاہیئے لیکن اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ ہم اس موقعہ کو گنوا دیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام عیسائیت سے بازی لے جائیگا۔"

(ڈیلی میل فری ٹاؤن مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۳ء)

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۶۴ء

خیر و برکت کا مہینہ :- رمضان شریف

الحمد للہ کہ ہماری زندگیوں میں ایک اور رمضان آیا جو اپنے ساتھ بہت سی برکتیں لایا۔ خدا تعالےٰ ان سے متمتع ہونے کی توفیق دے۔ رمضان کے لفظی معنے گرمی اور تپش کے ہیں جو گویا اشارہ ہے۔ روحانی رنگ میں اس غیر معمولی حرکت کی طرف جو مومن کے قلوب میں اس مبارک مہینہ کے شروع ہوتے ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس امر کا مشاہدہ تو غالباً ہر شخص ہی نے بذات خود ہر سال ہی کیا ہوگا۔ کہ ادھر شعبان کا اختتام ہوا اور آسمان پر رمضان شریف کا چاند دکھائی دیا۔ ادھر یکدم مومنوں کے دلوں میں غیر معمولی قسم کا انشراح اور انبساط سا پیدا ہو گیا!! یا یوں سمجھو کہ آناً فاناً نور کے دریچے کھل گئے۔ اور ہر چیز ایک ہی شکل میں نظر آنے لگی ہے۔ اور خارج میں اس کا عملی نمونہ اس حرکت میں مل جاتا ہے جو رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد روزوں کی تیاری کی طرف طبائع کا میلان ہو جاتا ہے۔ جب تراویح اور نوافل کی ادائیگی قرآن کریم کی تلاوت اور روزہ کے دیگر لوازمات کی طرف توجہ کا خاص طور پر پھر جاتا ہے۔ اور یہ پُر لطف منظر تو مرکز سلسلہ میں اور بھی زیادہ روح پرور اور وجد انگیز ہو جاتا ہے۔ جس کا بیان الفاظ میں کیا جانا ممکن نہیں۔ الغرض اس مہینہ کے آغاز ہی سے اس کی برکات عظیمہ کا زندہ ثبوت سامنے آ جاتا ہے۔!! اور جو سارے مہینہ کی برکات کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا کہ رمضان کے شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی درحقیقت اسی پُر لطف پاکیزہ ماحول کی طرف اشارہ پایا گیا ہے۔ جو اس بابرکت مہینہ کے ذریعہ سے تیار ہو جاتا ہے۔

اگرچہ رمضان شریف کے روزے ارکان اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اس ایک رکن کے صحیح طور پر قائم رکھنے میں نماز کی پابندی ہی اس قدر ضروری لازمی ہے کہ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ التزام کے ساتھ نوافل کی ادائیگی اور ذکر الٰہی کے ایسے مواقع بہم پہنچے جو یکسانہ انداز میں پیدا کر دیئے گئے ہیں وہ ان سے مستزاد ہیں۔ پھر قرآن کریم کی تلاوت اس کے مختلف معنوں کا اہتمام اس کی برکات کو جذب کرنے میں الگ ایک مستقل حیثیت ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے اگر ایک معنے یہ بھی ہیں کہ کلام پاک کے نزول کا آغاز اس بابرکت مہینہ میں ہوا۔ تو خود احادیث نبوی میں یہ بھی ہے کہ اس بابرکت مہینہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سرورِ کائنات حضور علیہ السلام سے مل کر قرآن کریم کا دور کرتے حتیٰ کہ جس سال آپ کا وصال ہو جانے والا تھا قرآن کریم کے ایک دور کی بجائے دو دور کئے گئے۔ پس جس صورت میں کہ مقدس بانیٔ اسلام فداہ ارواحنا بنفسہٖ ایسا کیا کرتے تھے۔ تو ایک ایک امتی کا فرض اولین جاتا ہے کہ اس مقدس نمونہ کی دل و جان سے پیروی کرتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی و مطالب پر غور و فکر کے نتیجہ میں اپنے اعمال میں اسے مشعل راہ بنائے۔

اسلام کے اپنے معنے اور اُس کی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب یہی ہے کہ ایک انسان اپنا سب کچھ خدا کے حوالے کر دے۔ اور یہی کچھ روزہ میں ہوتا ہے۔ ایک مومن باوجود میسر آ جانے تمام لذات کے پھر بھی محض خدائی حکم کی بنا پر ایک خاص وقت تک کے لئے حلال اور جائز اشیاء کا استعمال بھی ترک کر دیتا ہے۔ اور اپنی طاقت کے مطابق خواہ کسی قدر ناقص شکل ہی سہی ایک انسان خدا کے رنگ میں رنگین ہو جانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جس طرح اُس کی ذات کسی قسم کے حوائج انسانیہ کی احتیاج سے بالا ہے۔ ایک فرمانبردار بندہ بنتے ہوئے ایک مومن بھی محدود وقت تک کے لئے اپنے لئے بعض جائز ارشادات کا استعمال روک لیتا ہے۔ اس لئے تو مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ

الصوم لی وانا اجزی بہ

کہ ایک روزہ دار جو روزہ رکھتا ہے تو گویا وہ میرے رنگ میں رنگین ہونے کی غرض سے ایسا کرتا ہے۔ اور اُس کی خاطر اپنا کھانا پینا اور دیگر حوائج انسانیہ کو ایک محدود وقت تک کے لئے ترک کر دیتا ہے۔

اس مہینے برکات خاصہ میں سے ایک بڑی برکت یہ بھی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس ماہ مبارک کو بندہ کے لئے اپنے قرب کے میسر آ جانے کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس کی ایک ظاہری علامت یہ رکھی گئی ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ جیسے فرمایا۔

واذا سألك عبادي عني
فاني قريب اجيب دعوة
الداع اذا دعان۔

یعنی رمضان کے مبارک ایام اگر میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو سمجھو کہ میں قریب ہی ہوں جس کا ثبوت یہ ہے کہ دعا کرنے پر میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔!!

گویا یہ مہینہ مومنوں کے لئے اُن کی زندگی کے اصل مقصود رضائے الٰہی کے حصول کو قریب کرتا ہے۔ اور اُس کے محبوب سے ہمکلام ہونے کا شرف بھی عطا کرتا ہے۔

اگرچہ اصطلاحی رنگ میں سحر کے وقت سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مخصوص تعلقات سے پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے۔ لیکن اس ضمن میں تمام لغویات سے اجتناب اور تقویٰ اللہ کا حصول روزے کی اصل روح ہے اسی لئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی روزے سے ہونے کے باوجود جھوٹ کہنے اور بُرے اعمال سے پرہیز نہیں کرتا درحقیقت وہ روزے دار نہیں بلکہ خواہ مخواہ کی بھوک برداشت کر رہا ہے جس کی خدا کی نگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ گویا خلوص نیت اور اُس کے بعد اعمال میں تقویٰ روزے کی تکمیل کے لئے شرط ہے۔ اور بجائے خود قرآن کریم کی بکثرت تلاوت اور اس کے معانی اور مطالب پر غور و فکر بھی روزے کی برکات کو اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جمع کر لینے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ چنانچہ رمضان شریف کے ذکر میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا

شهر رمضان الذي انزل
فيه القرآن هدى للناس
وبينٰت من الهدى

اس آیت کریمہ کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ رمضان شریف کا وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی وحی جو حضور سرور کائنات پر نازل ہوئی وہ اس مبارک مہینہ ہی میں اور دوسرے نمبر پر یہ بھی معنے بیان کئے گئے ہیں کہ اس بابرکت مہینہ میں قرآن کریم کی برکات اور اس کا معنوی نزول اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جماعت مومنین کلام اللہ کی تلاوت اور اس پر غور و تدبر کا خاص التزام کرتے ہیں۔ جس سے قرآن کریم پر ایمان اور اُس کی پاک تعلیمات پر عمل کی طرف توجہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے رمضان شریف کو اسلامی سال کا موسم بہار کہنا بالکل بجا اور درست ہے۔ چنانچہ روایات میں مذکور ہے کہ ہر سال رمضان شریف کے مبارک ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول ہوتا جو آپ کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا دور کرتے تھے کہ جس سال حضور کا وصال ہونے والا تھا ایک کی بجائے قرآن کریم کے دو دور کئے۔

اسی روایت کے ساتھ بخاری شریف میں اس بات کا بھی ذکر آتا ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا پہلے ہی نمایاں حیثیت رکھتی تھی لیکن اس ماہ مبارک کے آغاز سے تو اس میں اس قدر زیادتی ہو جاتی کہ تیز ہوا بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتی۔ گویا سنت نبوی کے مطابق رمضان شریف میں سبیل اللہ کی طرف بھی خاص دھیان دیا جانا ضروری ہے

پس جس صورت میں کہ روزہ رکھ کر ایک انسان کو ذاتی طور پر غرباء کی سی بھوک پیاس کا احساس ہو جاتا ہے اُسے اپنے مال کا ایک حصہ اپنے غریب بھائیوں کے لئے بھی نکالنا چاہیئے تا وہ بھی اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں چنانچہ علاوہ اپنی توفیق کے مطابق اپنے طور پر انفرادی رنگ میں غرباء کی مدد کرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی خاص تاکید فرمائی ہے۔

رمضان شریف کے متعلق ایک بڑی ہی عجیب اور پُر لطف بات یہ بھی ہے کہ جوں جوں یہ مبارک مہینہ اختتام کو پہنچتا چلا جاتا ہے اس کی برکات میں غیر معمولی رنگ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ رمضان کے آخری عشرہ کے متعلق بڑی بڑی فضیلتوں کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ اسی حصہ رمضان میں اعتکاف کی مخصوص عبادت کا التزام کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔ جو ایک خاص قسم کے تبتل کا رنگ رکھتا ہے۔ اور اسی عشرہ میں لیلۃ القدر کی بشارت دی گئی ہے جس کی تلاش میں ایک مومن کو شب بیداری اور توجہ الی اللہ کی تاکید کی گئی ہے۔

پس یہ بے شمار برکات سے پُر رمضان شریف کا مہینہ آ چکا ہے۔ خدا تعالےٰ سب بھائیوں اور بہنوں کو اپنے فضل سے عطا فرمائے کہ اس کی برکات سے وافر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

درخواست دعا

میرے دو چھوٹے بچے عزیزان محمد شکور اور عبدالغفور لنڈن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ درویشان قادیان اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں عزیزان کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسارہ

نہیدہ - اہلیہ میاں عبدالرشید

لاہور

خطبہ جمعہ

نئے سال کو نیک عزم اور نیک ارادوں کے ساتھ شروع کرو

بیشک دنیا کماؤ لیکن دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھو!

انسانی زندگی کا اصل مقصود دنیوی ترقیات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۴ء — بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس سال کا

جلسہ سالانہ خیریت سے گذر گیا ہے

آنے والے آئے اور کچھ دن یہاں گزار کے چلے بھی گئے لیکن اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کتنے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی نظر میں آئے اور کتنے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی نظر میں باوجود جسمانی طور پر یہاں آنے کے پھر بھی نہیں آئے۔ جب سے دنیا کی تاریخ شروع ہوئی ہے۔ اور جب سے آدم کی اولاد دنیا میں پھیلی ہے اس وقت سے ایک بات انسان میں نظر آتی ہے کہ اس کی حالت اپنے

ماحول کے اثر کے نیچے

بدلتی رہتی ہے۔ دلیلیں وہی ہوتی ہیں۔ براہین وہی ہوتے ہیں۔ مگر ان کے نتائج کبھی اور رنگ میں نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت جو آدم کے زمانہ میں تھے وہی اب بھی ہیں۔ آدم کے وقت میں جو انبیاء کی سچائی کے ثبوت تھے وہی ثبوت اب بھی ہیں۔ آدم کے زمانہ میں بعث بعد الموت کے جو دلائل تھے وہی دلائل اب بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی نہیں بدلا۔ رسالت بھی نہیں بدلی۔ مابعد الموت بعث کے متعلق بھی

کوئی نئی شکل

پیدا نہیں ہوئی۔ مگر باوجود اس کے دنیا پر یہ دور آتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کبھی لوگ ماننے لگ جاتے ہیں۔ اور کبھی منہ پھیر لیتے ہیں۔ کبھی انہیں کسی رسول پر ایمان لانے کی توفیق ملتی ہے اور کبھی اس پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ملتی۔ کبھی انہیں موت کے بعد کی زندگی پر یقین ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اگر ان کے دلائل اور براہین بدلتے تو ہم کہتے کہ

دلائل اور براہین کے بدلنے سے

ان کی حالت بدل گئی ہے لیکن دلائل وہی نظر آتے ہیں جو پہلے تھے۔ یہ کہ کسی زمانہ میں کسی مامور کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے بعض نشانات ظاہر ہوئے تو یہ اور بات ہے۔ آدم کے زمانہ سے زمانہ کے حالات کے مطابق نشانات بدلتے رہتے ہیں۔ اگر کسی وقت کسی نبی نے اپنے بیٹے کی پیدائش کی یا اپنی جماعت کی ہجرت کی خبر دی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرنے والا ایک نشان بن گیا۔ تو یہ نشان بہرحال ایک نشان ہی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی توحید کے جو دلائل پہلے تھے وہی اب بھی ہیں۔

فرق صرف یہ ہے

کہ کسی نے زبان کے محاورہ کے مطابق یا اس زمانہ کے لوگوں کے خیالات کے مطابق انہیں کسی اور رنگ میں بیان کر دیا۔ لیکن مغز تقریر یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اب ایک ہی قسم کے دلائل کے ہوتے ہوئے جو زمانہ بدلتا رہتا ہے تو اس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ انسان اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ اور سبب ماحول میں بھی ایک تاثیر ہوتی ہے۔ تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسا ماحول ہوتا ہے جس سے انسان متاثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی نبی دنیا میں آتا ہے اور وہ ایک نئی جماعت پیدا کر جاتا ہے۔ وہ لوگوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا کر جاتا ہے یا بعث بعد الموت پر یقین پیدا کر جاتا ہے۔ اور ساری قوم ایک رنگ میں رنگین ہو جاتی ہے۔ تو وہ کونسا ماحول ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ایسا لوگوں میں کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر یہ ہوتا کہ وہ ایک ملک میں ہوتا تو ا[illegible] حالت بدل [illegible]
[illegible]
لیکن یہ واقعہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی ماحول تھا۔ وہی آپ کے صحابہؓ کو ملا۔ پھر تابعین ہوئے مگر جو یقین صحابہؓ کو حاصل تھا۔ وہ تابعین اور تبع تابعین کو حاصل نہ تھا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ماحول بدلتا ہے وہ زیادہ تر اقتصادی بنا پر بدلتا ہے۔ پھر یہ چیز ہر نبی کے زمانہ میں نظر آتی ہے کہ اس کی جماعت میں آہستہ آہستہ تمدنی اور مالی ترقی پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ چیز لازمی نظر آتی ہے کہ

ظاہری اموال اور دولت

کی ترقی کے ساتھ ساتھ ایمان کم ہوتا جاتا ہے۔ جب تک اموال کی زیادتی نہیں ہوتی اس وقت تک ایمان باقی رہتا ہے اور جوں جوں تمدنی اور مالی ترقی آتی جاتی ہے ایمان کمزور ہوتا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے یا تو ہم یہ سمجھیں کہ جب کسی نبی کے ارد گرد غرباء اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ اس خیال سے جمع ہوتے ہیں کہ اس کے ماننے سے ہمیں دنیا ملے گی جیسے ہندوؤں اور یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کا سب سے بڑا انعام اور پیغام یہی ہوتا ہے کہ اس کے ماننے سے لوگوں کو دنیا ملتی ہے۔ یہودیوں کی کتابوں میں مرنے کے بعد کی زندگی کا بہت کم ذکر ہے۔ یہی حال ہندو کتابوں کا ہے۔ ہندو سمجھتے ہیں کہ

نبی آنے کے نتائج

دنیوی ترقی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب ان کی کتابوں میں یہ چیز موجود ہوتی ہے کہ جب بھی کوئی نبی دنیا میں آتا ہے تو اس کے ماننے سے لوگوں کو دنیا ملتی ہے۔ تو وہ اسے ماننے ہی اس لئے ہیں۔ لیکن بعض قومیں ایسی بھی ہیں جن میں یہ بات نہیں پائی جاتی مثلاً عیسائی ہیں۔ ان کی کتابوں میں مابعد الموت زندگی پر یہود سے زیادہ زور ہے۔ زرتشتیوں میں بھی اس پر یہودیوں سے زیادہ زور ہے۔ اسلام کے زمانہ میں انسانوں کی کمزوری دیکھ کر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے یہ تدبیر کی کہ قرآن کریم میں

اگلے جہان کی ترقی

کے الفاظ سے اسی دنیا کی ترقی کی خبر دی گئی اور اسی۔ لئے عیسائیوں نے قرآن کریم پر یہ الزام لگایا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا۔ درحقیقت قرآن کریم میں جو

دنیوی فتوحات کا ذکر

آتا ہے وہ بھی اگلے جہان کے انعامات کے ذکر میں آتا ہے یعنے مراد اس سے فلسطین اور مصر کی فتوحات ہوتی ہیں۔ لیکن الفاظ اس قسم کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو اگلے جہان پر دلالت کرتے ہیں تا ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ کا لوگوں کو یہ ہدایت دینا مقصود ہوتا ہے کہ

انسانی زندگی کا اصل مقصود

اگلا جہان ہے لیکن بعض ان رویں بہ گئے کہ انہیں دنیوی ترقیات مل جائیں۔ صحابہؓ کے بعد جو جماعت آئی ان کا بڑا کام یہی نظر آتا ہے کہ انہیں کوئی دنیوی فتح مل جائے۔ یا کرنیلی اور جرنیلی مل جائے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا۔ آپ نے بھی قرآنی اصطلاح میں یہ اقرار لیا کہ میں

دین کو دنیا پر مقدم

کروں گا۔ اس پر لوگ آپ کی بیعت کرنے لگے۔ لیکن آپ کی جماعت کا بھی وہی مسائل ہے جو پہلے انبیاء کی جماعتوں کا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ سب باتیں مٹتی جاتی ہیں۔ جن پر ابتداء سے زور دیا جاتا تھا۔ ابتداء میں استغفار اور ذکر الٰہی اور عبادات پر زور تھا لیکن اب اس بات کو بڑا سمجھا جاتا ہے کہ فلاں

جرنیل بن گیا ہے۔ فلاں حکومت کا سیکرٹری بن گیا ہے۔ اور جو شخص جرنیل یا کرنیل بن جاتا ہے۔ جماعت سمجھتی ہے کہ وہی زیادہ معزز ہے اور جو شخص عبادت گذار ہوتا ہے۔ اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص

دماغی طور پر کمزور

تھا۔ اس لئے کوئی بڑا عہدہ حاصل نہ کر سکا۔ اب یہ اپنا دل خوش کرنے کے لئے عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ غرض جوں جوں جماعت کو دنیاوی ترقیات مل رہی ہیں۔ دین کی عظمت کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہم یہ دعا بھی نہیں کر سکتے کہ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو دنیوی ترقیات نہ دے۔ کیونکہ اس کا جماعت سے وعدہ ہے۔ کہ وہ اسے دنیوی ترقیات بھی دے گا۔ لیکن

جس چیز کا وعدہ ہے

وہ یہ ہے کہ تم دنیوی ترقیات خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے لو۔ لیکن میں یہ بات دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں جب دنیا کی زندگی پر ساتواں ہزار سال جا رہا ہے یا سائنسدانوں کے اندازہ کے مطابق اس پر چھ یا سات ارب سال گزر رہے ہیں۔ دنیا اسی مقام پر کھڑی ہے جس پر پہلے تھی۔ چھ ہزار سال یا چھ ارب یا سات ارب سال کا عرصہ کم نہیں ہوتا۔ آدمی ایک کام گھنٹہ میں سیکھتا ہے۔ ایک کام چھ گھنٹہ میں سیکھتا ہے ایک کام چھ ماہ میں سیکھتا ہے۔ لیکن دنیا میں ایسی کوئی پڑھائی نہیں۔ جو چھ ہزار سال تک چلی جائے۔ عام طور پر ایم۔ اے

تعلیم کا آخری درجہ

ہے اور اسے ہمارے ہاں سولہویں جماعت کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی لڑکا ایم۔ اے میں تعلیم حاصل کر رہا ہو۔ تو اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سولہویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ گویا ایک شخص ایم۔ اے بھی جو عام طور پر تعلیم کا آخری درجہ ہے سولہ سال میں پاس کر لیتا ہے۔ لیکن بنی نوع انسان نے یہ سبق چھ ہزار سال میں بھی نہیں سیکھا ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اس کی کنہ کو معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ اس بیماری کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں بڑی بڑی ایجادوں میں ترقی ہوئی ہے ڈاکٹروں نے بڑے بڑے تجربے کئے ہیں۔ اس کے بعد سلفونامائڈ، پنسلین، کلوروما ئسین اور اسی قسم کی دوائیں ایجاد کی ہیں۔ اسی طرح ہر فن کے لوگ اپنے اپنے علم میں نئی ایجادیں کرنے میں مشغول

ہیں۔ روحانی لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ

اس بیماری کی کنہ کو

معلوم کریں اور اسے پکڑنے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی حرکات سے خیالات بدلتے جاتے ہوں۔ جیسے ریل کے کانٹے بدلتے ہیں۔ ریل یکدم چکر نہیں کاٹ جاتی۔ بلکہ آہستہ آہستہ چکر کاٹتی ہے۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے کانٹے ایک تغیر پر دلالت کرتے ہیں اگر دنیوی لوگوں نے اس قسم کی ایجادیں کی ہوئی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ مذہبی لوگ اپنے آپ کو اس طرح نہ لگائیں کہ وہ انسانی دماغ کے کانٹے کو معلوم کریں۔ اس کے بعد نوجوانوں کو تحریک کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس رنگ میں ڈھال لیں۔ اور والدین کو تحریک کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو اس طرح تربیت کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے ایک صوفی کا یہ قول بہت پسند ہے کہ

دست در کار دل با یار

یعنی اصل حقیقت یہی ہے کہ انسان دنیا کے کام بھی کرے اور خدا تعالےٰ کو بھی یاد رکھے۔ لیکن یہاں یہ حال ہے کہ دست در کار تو دل یار سے جدا ہو گیا۔ دنیا کے نزدیک یہ چیز چاہے کتنی اچھی ہو۔ دین کے لحاظ سے یہ چیز اچھی نہیں۔ پرانے لوگوں میں سے بعض نے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ دست در کار نہیں ہونا چاہیئے۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنی زندگی کو نہایت ذلیل بنا لیا۔ اور بعض نے یہ سمجھ لیا کہ دل با یار نہیں ہونا چاہیئے۔ صرف دست در کار ہونا کافی ہے۔

پس دنیا میں دو کیمپ بن گئے۔ جس طرح اس وقت سیاسی لحاظ سے دو کیمپ ہیں۔ ایسٹرن اور ویسٹرن۔ اسی طرح مذہبی لحاظ سے بھی دو کیمپ ہیں اور ایک کیمپ والے دین کو بیکار سمجھتے ہیں حالانکہ صداقت ان کے درمیان درمیان تھی۔

صداقت یہ تھی

کہ دین کے ساتھ ساتھ دنیا بھی کمائی جائے دنیا سے بالکل منہ نہ موڑ لیا جائے۔ لیکن ہوا یہ کہ ایک فریق تو خالص دنیا کے ساتھ لگ گیا۔ اور ایک فریق نے خالص دین لے لیا۔ اور انہوں نے یہ سمجھا کہ اگر منشاء یہی خالص دین ہوتا تو خدا تعالےٰ یہ کیوں فرماتا کہ

من استطاع الیہ سبیلا
کہ جو شخص استطاعت رکھے وہ حج کرے

پھر زکوٰۃ کے متعلق کیوں فرمایا کہ جس شخص کے پاس اس قدر رقم ہو تو وہ زکوٰۃ دے پھر یہ کیوں کہا کہ اگر تمہارے پاس مال ہو تو جہاد اور غریبوں کی ترقی کے لئے خرچ کرو۔ دراصل خدا تعالےٰ

اس قسم کے احکام

دے کر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ تم دین کے ساتھ ساتھ اپنے پاس مال بھی رکھو۔ پھر اگر خدا تعالےٰ یہ چاہتا کہ صرف دین لیا جائے۔ دنیا سے منہ موڑ لیا جائے۔ تو وہ یہ کیوں فرماتا کہ اگر تم نے عورتوں کو ڈھیروں ڈھیر سونا بھی دیا ہو۔ تو ان سے واپس نہ لو۔ اگر مال اپنے پاس رکھنا ہی نہیں تو دینا کہاں سے ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں خدا تعالےٰ نے لوگوں کے لئے نمونہ کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ کسی نے

ایک بزرگ سے سوال کیا

کہ کتنے روپیہ پر زکوٰۃ فرض ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے یہ مسئلہ ہے کہ تم چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ اس نے کہا "تمہارے لئے" کا کیا مطلب ہے۔ کیا زکوٰۃ کا مسئلہ بدلتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تمہارے پاس چالیس روپے ہوں۔ تو ان میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینے لازم ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام اب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تم کماؤ اور کھاؤ۔ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے۔ کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے۔ اگر میں روپیہ سے میں چالیس روپے جمع کروں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔ غرض بعض لوگوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ صرف دین کی طرف اپنی توجہ رکھیں لیکن باقی سب

دنیا کا یہی مقام ہے

کہ وہ دنیا کمائیں اور اپنے وقت کا کچھ حصہ مناسب نسبت کے ساتھ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی لگائیں۔ وہ ذکر الٰہی کریں۔ وظائف کریں۔ تہجد پڑھیں۔ استغفار اور دعاؤں سے کام لیں

پس جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان باتوں کی طرف بھی توجہ رکھے ابھی وہ زمانہ ہے جبکہ ہماری باگیں خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ایک وقت تک

جماعت کی باگیں

اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے۔ جب اسے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ جب تک ہماری جماعت کی باگیں خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس وقت تک ہماری مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو گاڑی میں جتا ہوا ہو۔ جس طرف گاڑی والا گھوڑے کو پھیرے گا وہ اسی طرف پھرے گا لیکن جب باگیں چھوڑ دی جائیں تو وہ جس طرف چاہے گا چل پڑے گا چراگاہ والے گھوڑے اور گاڑی میں جتے ہوئے گھوڑے سے

ایک سا سلوک

نہیں ہوتا۔ چراگاہ والا گھوڑا جہاں چاہے جاتا ہے۔ لیکن گاڑی میں جتا ہوا گھوڑا اپنے مالک کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس کا مقصد گاڑی کو کھینچنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سیدھا چلا جاتا ہے۔ ہماری حالت بھی اس وقت گاڑی میں جتے ہوئے گھوڑے کی سی ہے جس طرح ایک چراگاہ والے گھوڑے کو دیکھ کر اگر گاڑی میں جتا ہوا گھوڑا یہ چاہے کہ وہ آزاد پھرے تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اسی طرح ہماری جماعت بھی دوسری جماعتوں کو دیکھ کر ان کے پیچھے چلنا چاہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

جماعت کے سامنے دو ہی صورتیں ہیں

یا تو وہ سیدھی چلتی چلی جائے اور یا وہ کوڑے کھانے کے لئے تیار رہے۔ تم جب کہتے ہو کہ ہم ایک مامور کو ماننے والے ہیں۔ تو اس کا یہی مطلب ہے کہ ہم ایک گاڑی میں جتے ہوئے ہیں۔ اب اگر ایک گاڑی میں جتا ہوا گھوڑا یہ خیال کرے کہ اس سے چراگاہ میں چرنے والے گھوڑے کا سا سلوک ہوگا تو درست نہیں اسی طرح تمہارے ساتھ بھی دوسرے لوگوں کا سا سلوک نہیں کیا جا سکتا جہاں تمہارے ساتھ انعامات اور فضل کے وعدے ہیں۔ وہاں کوڑوں کے بھی وعدے ہیں پس تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اور

اپنے اعمال کا جائزہ لو

جو سال شروع ہوا ہے اسے نیک عزم اور نیک ارادوں کے ساتھ شروع کرو۔ اور بے شک دنیا کماؤ لیکن دین کی نظر انداز نہ کرو۔ بلکہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔

(الفضل مورخہ ۸ جنوری ۱۹۶۱ء)

خط و کتابت و ترسیل زر

مینیجر صاحب اخبار بدر کے نام فرماویں تاکہ تعمیل جلد ہو سکے۔ (مینیجر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(قسط نمبر ۲)

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل مبلغ سرینگر کشمیر

ایک فعال جماعت کا قیام

ایک بڑا کارنامہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ہے کہ آپ نے ایک فعال اور خدمت دین کے لئے جاں نثار جماعت قائم کر دی جسے دیکھ کر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ "ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" (لوقا ۶/۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوت قدسی سے ایک کثیر التعداد ایسی جماعت تیار کی جس کی حیات کا مقصد ایک اور صرف ایک ہے۔ کہ وہ "دین کو دنیا پر مقدم کرے" اس نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس جماعت کے افراد نے اللہ تعالیٰ کے نام کی بلندی اور اسلام کے احیاء کے لئے ہر میدان میں قربانی کی اور ہر نوع کی قربانی کی۔ جانی بھی مالی بھی جذباتی بھی۔ نہ صرف انہوں نے ہر قربانی کو پیش کیا بلکہ اپنی زندگی میں ایک حیرت انگیز تغیر کر دکھایا انہوں نے نہ صرف اپنے گھر ہی کو سنوارا بلکہ ایک بیتاب روح کی طرح جسے ایک گوہر حیات نصیب ہو گیا ہو وہ اس بات کے لئے بے قرار تھے کہ ان کے دوست بھی اس نور سے فیضیاب ہوں وہ دیوانہ وار تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

جانی قربانی کا نمونہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل نے پیش فرمایا جب آپ کو قادیان میں بعثت مسیح موعود کا علم ہوا تو یہاں تشریف لے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کی۔ جب واپس کابل پہنچے تو وہاں کے علماء نے آپ کے خلاف کفر کے فتوے دیئے اور آپ کو واجب القتل قرار دیا۔ حالانکہ کابل میں حضرت شہید موصوف ایک بلند پایہ عالم تھے۔ حتیٰ کہ امیر کی تاجپوشی اور دستار بندی کے فرائض بھی آپ ادا کرتے تھے۔ لیکن جب مخالفت انتہاء کو پہنچ گئی تو امیر بھی آپ کو سنگسار کرا دینے پر مجبور ہو گیا۔ ظالموں نے آپ کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا۔ اس موقعہ پر امیر پھر ایک بار آپ کو سمجھاتا ہے کہ اب بھی توبہ کر لو تو جان بچ جائے گی۔ لیکن مسیح محمدی کا یہ پروانہ ایمان کو اپنی جان پر ترجیح دیتا ہے اور نہایت صبر و سکون کے ساتھ پتھروں کی ضربیں سہتا ہے۔ گویا وہ پتھر نہیں بلکہ پھول تھے جو اس پر برس رہے تھے۔ اور اپنے خون سے کابل کی زمین پر صداقت مسیح موعودؑ کی مہر ثبت کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے ؎

بسنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
گر چہ راہ الٰہی کا بیاباں تو بڑا ہی پر خطر ہے۔ لیکن اس شیخ عجم نے اس کو ایک ہی قدم میں طے کر لیا۔

تبلیغی لحاظ سے جماعت احمدیہ ہی کے افراد ہیں جو اپنے جذبات کو پس پشت ڈال کر دنیا کے گوشے گوشے میں تشنہ روحوں کو سیراب کر رہے ہیں۔

اطاعت امام کا جذبہ جو اس جماعت میں پایا جاتا ہے اس کی بھی ایک مثال ملاحظہ ہو کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک عزیز کی بیماری پر تار دیا کہ "بلا توقف چلے آئیں"۔ آپؓ اس وقت اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اسی وقت بغیر گھر میں اطلاع دیئے۔ بغیر کچھ سامان وغیرہ لئے وہیں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ جیب میں ایک پیسہ تک نہیں مگر خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ آپؓ کے لئے پیسوں کا بھی انتظام ہو جاتا ہے اور ٹکٹ کا بھی۔

مالی قربانی کا اندازہ لگانے کے لئے یہ واقعہ کافی ہے کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لدھیانہ حاضر ہوئے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ اس وقت اشتہار طبع کرانے کی ضرورت ہے۔ کیا اس کے لئے آپ کی جماعت ساٹھ روپے کا خرچ برداشت کرے گی۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ اور فوراً کپورتھلہ واپس آکر اپنی اہلیہ کی سونے کی تلڑی فروخت کر دی۔ اور احباب جماعت میں سے کسی کو اطلاع نہ دی۔ اور حضور کو یہ رقم لا کر دی چند روز بعد منشی اروڑا صاحب لدھیانہ آئے تو حضور نے فرمایا آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی ہے۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کیا حضور مجھے اور جماعت کو تو علم بھی نہیں کہ کیسی امداد کی گئی ہے جب انہیں اصل بات کا علم ہوا تو وہ منشی ظفر احمد صاحب پر سخت خفا ہوئے کہ مجھے کیوں نہ بتایا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص۲۰ روایت ۴۷۶)

جماعت کی فدائیت کا یہ عالم تھا منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دائر کردہ مقدمہ فوجداری کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے تو ایک دن حضور کو پیچش کی شکایت ہو گئی۔ اور آپ بار بار قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے حضور اپنے خدام کو سوتے رہنے کی تاکید کرتے۔ لیکن جب بھی حضور رفع حاجت کے لئے اٹھتے تو منشی صاحب موصوف پانی کا لوٹا لے کر حضور کے ساتھ جاتے۔ ایسا رات بھر ہوتا رہا۔ اور حضور بار بار فرماتے کہ تم سوئے رہو۔ صبح کے وقت مجلس میں بیٹھ کر حضورؑ نے ذکر فرمایا کہ:-

"مسیح کے حواریوں اور ہمارے دوستوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک موقعہ مسیح پر تکلیف کا آتا ہے تو وہ اپنے حواریوں کو جگاتے ہیں اور کہتے ہیں جاگتے رہو اور دعائیں مانگو مگر وہ سو جاتے ہیں۔ اور بار بار جگاتے ہیں مگر وہ پھر سو جاتے ہیں لیکن ہم اپنے دوستوں کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ سو رہو لیکن وہ پھر بھی جاگتے رہے ہیں"۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۲۳ روایت ۶۳۱)

الغرض مسیح محمدی نے صدیوں کے مردہ اجسام میں زندگی کی ایک روح پھونک دی اور قرون اولیٰ کا نمونہ دنیا میں قائم کر دیا۔ اور وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مطابق اس دور میں بھی صحابہ کرام کے درجات ان فدائیوں کو حاصل ہوئے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اور اس کا اعتراف غیر از جماعت لوگ بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر محمد اسلم جرنلسٹ نے لکھا:-

"اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد و تقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لئے ہوئے ہے۔۔۔ قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے دیکھی۔۔۔ جو کچھ میں نے قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی"

(ریویو ۱۳ر مارچ ۱۹۱۳ء)

علامہ اقبال نے لکھا:-

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے فرقہ قادیانی جماعت احمدیہ کہتے ہیں"

دوقت بمقابلہ ایک نمرانی نظر ڈاکٹر شنکرداس مہرہ بی۔ ایس۔ سی۔ ایم بی بی۔ ایس لکھتے ہیں:-

"میں نے ہمیشہ احمدیوں کو شریف اعلیٰ اخلاق کے مالک۔ دور تعمیری نقطۂ نگاہ رکھنے والے پایا ہے اور یہ ایسی خصوصیات ہیں جو صرف انہی میں پائی جاتی ہیں"

(تحریک احمدیت مرتبہ مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم ص۱۱)

ملائکہ کی حقیقت

اصلاح عقائد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ ملائکۃ اللہ کے متعلق عجیب و غریب اور بے ہودہ عقائد کی تردید فرماتے ہوئے ان کی حقیقت بیان کی کہ بیشک قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخفی مخلوق ہے۔ مگر اس مخلوق کی اصل شکل و صورت کا علم خدا تعالیٰ کو ہے جو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کے پر ہیں۔ اگر ہیں اور اتنے اتنے پر ہیں ایسے الفاظ قرآن میں بطور استعارہ بیان ہوئے ہیں جو ان کی استعدادوں پر روشنی ڈالتے ہیں ملائکہ کا وجود خدا اور انسان کے درمیان ایک رابطہ کا کام دیتا ہے جس طرح خدا تعالیٰ نے ظاہری نظام دنیا کو چلانے کے لئے سورج، چاند، ستارے اور ہوا وغیرہ کے روابط رکھے ہیں اسی طرح روحانی نظام میں بعض مخفی اسباب مقرر ہیں جنہیں فرشتوں کا نام دیا گیا ہے

دوسرے یہ کہ عام طور پر فرشتوں کے نزول کے متعلق مسلمانوں میں جو عقیدہ رائج ہے وہ فی الجملہ تو درست ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی فرشتہ اپنی جگہ چھوڑ کر زمین پر آ جاتا ہے اور اس کی مقررہ جگہ اس وقت خالی ہو جاتی ہے بلکہ اپنی جگہ رہتے ہوئے خدا داد قابلیتوں کو بروئے کار لا کر وہ دنیا کی چیزوں پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کا تمثل کے طور پر نظر آنا بھی ہے۔ یعنی اس وقت بھی وہ اپنی مقررہ جگہ نہیں چھوڑتے آج کل تو اس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں جبکہ ٹیلی ویژن کی ایجاد ہمارے سامنے موجود ہے۔

تیسرے آپؑ نے اس غلط فہمی کا بھی ازالہ

فرمایا کہ ملائکہ گناہ بھی کر سکتے ہیں۔ مثلاً تفاسیر میں ہاروت ماروت فرشتوں کے بارہ میں لکھا گیا ہے کہ وہ ایک بازاری عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ اس عورت نے ان سے اسم اعظم سیکھا اور آسمان پر جا بیٹھی۔ ثریا ستارہ وہی ہے۔ اور خدا نے ان فرشتوں کو یہ سزا دی کہ چاہ بابل میں انہیں الٹا لٹکا دیا۔ اور آج تک وہ وہیں لٹکے ہوئے ہیں اور سارے دنیا کا دھواں اسی کنوئیں میں جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یفعلون ما یؤمرون سے ثابت کیا کہ ملائکہ میں گناہ کا مادہ ہی نہیں ہے۔ ملائکہ کے متعلق مفصل بحث کے لئے ملاحظہ ہو حضرت اقدس کی کتب "توضیح مرام" اور "آئینہ کمالات اسلام"

قرآن مجید کی حقیقی شان کا قیام مسلمانوں نے اپنے غلط خیالات کی وجہ سے قرآن مجید کے خوبصورت چہرہ پر گرد و غبار کی تہیں جما دی تھیں بعض کہتے کہ قرآن کے بعض حصے شائع ہونے سے رہ گئے ہیں۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ قرآن کا ایک حصہ منسوخ ہے۔ بعض کے نزدیک قرآن کریم کے معارف کا سلسلہ پچھلے زمانہ تک ہی محدود تھا۔ بعض سمجھ رہے تھے۔ کہ قرآن میں کوئی ترتیب نہیں اور تکرار ہے۔ بعض کہتے کہ قرآن میں بہت سے دعوے بے دلیل ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ قرآن کی آیات کو حدیث کے تابع سمجھا جانے لگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام باطل خیالات کو رد کر کے قرآن مجید کی حقیقی شان اور عظمت دنیا میں قائم فرمائی آپ نے فرمایا۔ اگر قرآن کے بعض حصے غائب ہیں تو کمالیت کا دعوے کرنے والی اس کتاب میں ضرور تھا کہ نقص آ جاتا اور ترتیب خراب ہو جاتی۔ مگر کوئی بات بھی ان میں سے نہیں ہے۔ لہذا یہ ایک محض باطل خیال ہے

ناسخ و منسوخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالے سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ سب آیات واجب العمل ہیں۔ کیونکہ اگر قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ آیات مانی جائیں تو اس کی اساسی حیثیت مجروح ہو جاتی ہے۔ اور ہر آیت کے متعلق یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید یہ منسوخ ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں کہ جو شخص قرآن کریم کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

الحمد للہ آپ الحق لدھیانہ صفحہ ۹ میں لکھاتے ہیں:۔ "علماء نے مسامحت کی راہ سے

بعض احادیث کو بعض آیات قرآنی کا ناسخ قرار دیا ہے۔ لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ انکشاف کیا اور جماعت احمدیہ نے اس کی تبلیغ کی تو علماء بڑے جز بز ہوئے۔ کئی جگہ اس مسئلہ پر مباحثات ہوئے۔ اور مصر کے ایک ماہوار رسالہ "المعرفۃ" بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۰۴ میں ہمارے خلاف ایک مضمون شائع ہوا جس میں تحریر ہے:۔

"یمنعون النسخ فی الشریعۃ الاسلامیۃ فیتقربون بذالک الی الیہود"

یعنی قادیانی لوگ شریعت اسلامیہ میں نسخ سے انکار کر کے یہودیوں کے قریب ہو گئے ہیں۔

لیکن جوں جوں دنیا غور و فکر سے کام لیتی ہے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ نظریات ماننے ہی پڑتے ہیں چنانچہ ۱۹۳۲ء کے قریب جامعہ ازہر کے ایک مشہور عالم نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"القول بالنسخ فی ھذہ الآیات یتضمن الاعتراف بالتناقض"

(رسالہ الدعوۃ المحمدیہ صفحہ ۱۲ مطبوعہ ۱۳۵۲ھ)

یعنی ان آیات میں نسخ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ان آیات میں تناقض ہے۔ حالانکہ قرآن تناقض سے مبرا ہے۔

اسی طرح حال ہی میں اخبار الجمعیۃ دہلی نے اپنے شمارہ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۳ء میں "رفتار ادب" کے زیر عنوان مولانا محمد مالک شیخ الحدیث کی کتاب "اصول تفسیر" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"ناسخ و منسوخ کی بحث میں بہت کچھ ذرا گذاشت کی گئی ہے اور حق یہ ہے کہ قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ قدیم مفسروں نے پانچسو آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف پانچ آیات کو منسوخ بتایا مگر اصول ایسے قائم کر دیئے کہ ان کی بنا پر ان پانچ آیات میں بھی تطبیق دی جا سکتی ہے اگر حضرت شاہ صاحب پانچسو آیات میں سے پانچ کو منسوخ ٹھہرا سکتے ہیں تو ان پانچ کو بھی منسوخ ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔"

یہ انقلاب اور تبدیلی محض دلائل احمدیت کے نتیجہ میں ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فتح ہے

قرآن کے معانی غیر محدود ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لطیف انکشاف خدا سے علم پا کر یہ فرمایا کہ قرآن مجید کے معانی غیر محدود ہیں۔ اور یہ سمجھنا سخت غلطی ہے کہ قرآن کی تفسیر صرف صحابہؓ اور گذشتہ مفسرین تک ہی محصور ہے۔ کیونکہ اس میں ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق تعلیم موجود ہے۔ اور ہر زمانہ میں قرآن مجید صحیفۂ فطرت کے مخفی خزانے نئے نئے رنگ میں پیش کرتا چلا جاتا ہے۔ اور یہی قرآن مجید کا اعجاز ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی خواہ وہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین ہو یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت ولاجواب کر سکتے ہیں وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں ۔۔۔۔۔ اے بندگان خدا یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو ہو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۷ تا صفحہ ۳۱۱)

ترتیب و تکرار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال کو بھی سختی سے رد فرمایا کہ قرآن میں ترتیب نہیں ہے۔ اور تکرار ہے۔ آپ نے خصوصاً آریوں کے مقابلہ میں یہ دعویٰ کیا کہ قرآن مجید میں نہ صرف معنوی بلکہ ظاہری ترتیب بھی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح تکرار کا اعتراض بھی درست نہیں کیونکہ ہر لفظ اپنے ساتھ نئے معنی اور نئے حقائق رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی آیات تو ایک پھول کی مانند ہیں جو متعدد پتیوں سے بنتا ہے۔ تو اس پھول کی پتیوں میں تکرار تو کوئی نہیں کہتا۔ یہ تکرار بغیر ضروری ہے۔ پھر انسانی اعضاء میں حیوانات و نباتات میں ہر ایک قدم پر دنیا میں تکرار نظر آ رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو نہ صرف خوبصورتی باقی نہیں رہتی بلکہ انسانی ضروریات بھی پوری نہ ہوں گی۔

قصص قرآن اسی طرح آپ نے ایک اہم انکشاف یہ فرمایا کہ قرآن کریم میں بیان شدہ قصص انبیاء گو عبرت کے لئے بھی ہیں۔ لیکن دراصل یہ اُمت محمدیہ کے لئے بطور پیشگوئی کے بیان کئے گئے ہیں کہ ان حالات سے تمہیں بھی دو چار ہونا پڑے گا۔ اور اپنے وقت پر یہ پیشگوئیاں نہایت شان و شوکت سے پوری ہوتی رہیں اور ہو رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مسلسل قصہ بیان نہیں کرتا بلکہ چیدہ چیدہ اور منتخب ٹکڑے بیان کرتا ہے۔

قرآن میں ہر دعویٰ مع دلیل ہے آپ نے قرآن مجید کی اس بے نظیر خوبی کو بھی دیگر مذاہب کے مقابلہ میں بڑی وسعت کے ساتھ پیش فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے ہر ایک دعوے کی دلیل خود ہی دیتا ہے۔ یہی ایک ایسی کامل کتاب ہے جس کے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے انسانی وکالت کی ضرورت نہیں۔ اور اس کے ثبوت پیش فرمائے۔ یہ ایک ایسا اصول آپ نے بیان فرمایا کہ دنیا کی کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی ؎

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

قرآن اور حدیث ایک اور غلط خیال قرآن مجید کے بارے میں رائج تھا کہ حدیث اس پر حاکم اور قاضی ہے۔ آپ نے اس خیال کو بھی سختی کے ساتھ رد فرمایا اور فرمایا کہ اسلام کی اصل بنیاد قرآن پر ہے جو کہ خدا تعالےٰ کا کلام اور غیر متبدل اور محفوظ ہے نہ کہ حدیث۔ اسی ضمن میں آپ نے ایک نہایت ہی لطیف حقیقت کا اظہار کیا کہ قرآن اور حدیث کے علاوہ ایک تیسری چیز بھی ہے جسے سنت کہا جاتا ہے۔ حدیث ہی کو سنت قرار دینا انتہا درجہ کی غلطی ہے کیونکہ حدیث تو صرف ان زبانی اقوال کا نام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ڈیڑھ دو سو سال بعد راویوں کے ذریعہ جمع کئے گئے۔ اور سنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس تعامل کا نام ہے جو صرف راویوں کے واسطے سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے مجموعی اور متواتر تعامل کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلا درجہ قرآن مجید کو حاصل ہے اس کے بعد سنت کو اور پھر تیسرا درجہ احادیث کا ہے جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوں۔ (باقی)

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۶۳ء کی مختصر روئداد

اہم دینی موضوعات پر بزرگانِ جماعت اور علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر

مورخہ ۲۶؍دسمبر کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں جماعت احمدیہ کا بے مثال جلسہ سالانہ اپنی تمام مخصوص برکات و روایات کے ساتھ شروع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا افتتاحی پیغام

جلسہ کا پہلا اجلاس مورخہ ۲۶؍دسمبر کو ساڑھے نو بجے صبح زیر صدارت محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ شروع ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ جس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ افتتاحی پیغام پڑھ کر سنایا گیا جو حضور نے خاص طور پر اس مبارک تقریب کے لئے لکھوا کر ارسال فرمایا تھا۔ یہ بصیرت افروز پیغام الفضل کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنایا۔

اجتماعی دعا پیغام پڑھنے کے بعد محترم شمس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ وہ دعا پڑھ کر سنائی جو حضور اقدس نے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے احباب کے لئے فرمائی تھی اور پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت آپ نے اجتماعی دعا کروائی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ ہمارے جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تقریر

اجتماعی دعا اور حضور کے پیغامات پڑھے جانے کے بعد پروگرام کے مطابق کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر

"ختم نبوت کا صحیح تصور"

کے نہایت اہم موضوع پر شروع فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کو ایک حد تک یا کسی حد تک وہی سمجھ سکتا ہے جسے فنا فی الرسول کا درجہ حاصل ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے امت نے چونکہ اپنے اپنے مقام کے مطابق اس درجہ کو حاصل کر لیا تھا۔ اسلئے وہ مقام محمدی کی شان کو سمجھتے تھے اور دنیا کو بھی ایک حد تک اس مقام کی بلند و برتر شان سے روشناس کراتے رہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چونکہ فنا فی الرسول کا بلند ترین مقام حاصل کیا اور اپنے وجود کو کلی طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں گم اور فنا کر دیا۔ اسلئے مقام ختم نبوت کی ارفع و اکمل و اتم شان کا جو ذکر اور بیان آپ نے فرمایا وہ کہیں اور نہیں مل سکتا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے نہایت عمدگی کے ساتھ اس امر کو واضح فرمایا کہ اس زمانہ میں مقام ختم نبوت کے متعلق تین غلط نظریات مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں (۱) سید سلیمان ندوی صاحب کا نظریہ کہ وحی الہام الٰہی اور نزول جبرائیل کا دروازہ اب ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے (۲) ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کا نظریہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے انسان اس قدر ترقی پا گیا کہ اس کی عقل اب اس حد تک ترقی کر چکی ہے کہ اسے اب اپنے رب کے قرب کی اور اس کی وحی کی ضرورت نہیں رہی (۳) مودودی صاحب کا نظریہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو محض اس لئے خاتم النبیین قرار دیا گیا تا دنیا کو یہ بتایا جائے کہ چونکہ آنحضرت آخری نبی ہیں اس لئے بامر مجبوری آپ کو چھوٹی چھوٹی بدرسوں کو مٹانے کے لئے توجہ دینی پڑی ورنہ اگر آپ آخری نبی نہ ہوتے تو نعوذ باللہ آپ چھوٹی چھوٹی تمدنی برائیوں کو خوشی برداشت کر لیتے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان تینوں نظریات کو مذکورہ بالا تینوں صاحبان کی تحریروں سے پیش کرنے کے بعد بڑی ہی نہایت عمدگی سے ان کا غلط ہونا ثابت کیا اور پھر بتایا کہ ہمارے نزدیک مقام ختم نبوت کے یہ معنے ہیں کہ نبوت کے ہر قسم کے تمام کمالات ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے۔ آئندہ نبوت کا کوئی کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا گویا اپنے افاضہ کی رو سے بھی آپ تمام انبیاء سے سبقت لے گئے اور آپ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کن کن امور میں اور کن کن مسائل میں دیگر انبیائے کرام سے افضل ٹھہرتے ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر انبیائے کرام پر سات فضیلتوں کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ آپ کے بیان کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ اکثر و بیشتر خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے روح پرور کلمات طیبات پر مشتمل تھا۔ جس کی وجہ سے وہ حد درجہ ازدیاد ایمان کا موجب بنا۔ بہرحال آپ کی نہایت اچھوتی تقریر شروع سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ قرآنی حقائق و معارف سے لبریز تھی۔ سامعین کے لئے وہ درجہ ازدیاد ایمان کا موجب بنی اور انہوں نے کامل توجہ اور دلچسپی اور گہرے انہماک سے جذب و اثر کی ایک خاص کیفیت کے تحت اس تقریر کو سنا۔

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی تقریر

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد جو کم و بیش ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل تقریر کے لئے تشریف لائے آپ کی تقریر کا موضوع تھا کہ

وفات مسیح بھی حیات اسلام ہے

آپ کی فاضلانہ تقریر بھی گہرے انہماک اور پوری توجہ کے ساتھ سامعین نے سنی ساڑھے بارہ بجے کے قریب آپ کی تقریر ختم ہوئی جس کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے لئے برخاست کر دیا گیا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ظہر و عصر کی باجماعت نمازوں کے بعد محترم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ آغاز کار مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل قادیان نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ ازاں بعد مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ محمد یعقوب منشی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

ظہور امام مہدی

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد حسب پروگرام سب سے پہلے قاضی محمد نذیر صاحب فاضل نے ظہور امام مہدی علیہ السلام پر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "ظہور امام مہدی ازروئے مسلمات اہل سنت و اہل تشیع" آپ نے اپنی تقریر میں پہلے قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں آخری زمانہ میں امام مہدی کے ظاہر ہونے کو واضح کیا۔ پھر اہل سنت کے ائمہ کرام نیز اہل تشیع کے آئمہ عظام کے متعلق یہ بتانے کے بعد کہ ہم ان سب آئمہ کرام کو واجب التعظیم سمجھتے اور ان کا دل سے احترام کرتے ہیں ان کی کتب کے مستند حوالوں سے ظہور امام مہدی کا کی علامات امام مہدی کے کارناموں اور ان کے ذریعہ رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور جس طرح بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو نہایت محکم اور بالشان طریق پر ثابت کیا۔ آپ کی تقریر نفوس علمی مواد، پُرزور استدلال اور بہت دلنشین انداز خطابت کے اعتبار سے بہت کامیاب تقریر تھی۔ اس لئے خاص توجہ اور انہماک کے ساتھ سنی گئی۔

موازنۂ مذاہب کے اصول اور اسلام

محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل کی تقریر کے بعد محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) صدر شعبہ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی لاہور نے "موازنۂ مذاہب کے اصول اور اسلام" کے موضوع پر احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ کی یہ تقریر بھی آپ کی سابقہ تقریروں کی طرح اپنے ٹھوس علمی حقائق اور ان کے نتائج و اثرات کے لحاظ سے بہت فکر انگیز تھی۔ آپ نے پہلے موازنۂ مذاہب کی موجودہ تحریک اور اس کے اصولوں پر روشنی ڈالی اور پھر یہ بتایا کہ اس تحریک سے اسلامی تعلیمات اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے ضمن میں کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور ان فوائد کے پیش نظر موازنۂ مذاہب کی موجودہ تحریک کے تعلق میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کچھ سوچنے اور غور کرنے کی باتیں ہیں۔

آپ نے واضح کیا کہ قریب کے زمانہ میں موازنۂ مذاہب کی تحریک کو اور بھی زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے اور اس کی وجہ زمانہ کے بدلے ہوئے حالات میں اتحاد انسانی کا بڑھتا ہوا احساس ہے۔ یہ احساس دنیا میں دن بدن بڑھ رہا ہے کہ اتحاد انسانی کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ تمام بنی نوع انسان ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن میں بھی ایک نہ ہو جائیں یعنی وہ کسی مشترکہ روحانی آئیڈیا لوجی یا نظام خیالات میں جمع ہو جائیں یہ احساس اسلام جیسے فطری اور عقلی اور ہر طرح تسلی دلانے والے مذہب کے حق میں نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں امریکہ اور یورپ کا اسلام کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینا ایک قدرتی امر ہے۔ چنانچہ اس کے واضح آثار دن بدن نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ پیش آنے والے انہی حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آج سے ساٹھ ستر سال قبل فرمایا تھا کہ:۔

آپ نے بتایا کہ اس طرح احیاء یورپ کا زمانہ نبض پھر چلنے لگی گردن کی تاگ زندہ ہو اور اس کے بعد محترم قاضی صاحب موصوف نے بتایا کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ موازنہ کی تحریک زور پکڑ رہی تھی۔ اور اس میں دہریہ ہندو اور عیسائی مشنری حصہ لے کر اسے اپنے رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف تھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے اس تحریک کو ایک صحیح خطوط پر استوار کرنے کی نہایت کامیاب کوشش فرمائی۔ آپ نے موازنہ مذاہب کا صحیح طریق پیش کیا اور وکالت مذہب کے لئے قواعد تجویز کئے جن سے مذہبی بحثوں کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے ایک بنیادی اصول یہ بیان فرمایا کہ تمام مذاہب والے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور دوسروں پر اعتراض کا طریق ترک کر دیں۔ دوسرے آپ نے فرمایا کہ ہر مذہب کا نمائندہ اس امر کا پابند ہو کہ وہ اپنے مذہب کی طرف سے جو دعویٰ بھی پیش کرے اس کی دلیل خود اپنی الہامی کتاب سے دے۔ اس کا عملی ثبوت آپ کا وہ بے نظیر لیکچر ہے جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے موسوم ہے اور جو جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اور حسب پیشگوئی سب مضمونوں پر بالا رہا۔

آخر میں محترم قاضی صاحب موصوف نے اتحاد انسانی کے بڑھتے ہوئے احساس کے ضمن میں موازنہ مذاہب کی تحریک کی اہمیت واضح کی اور اسلام کے حق میں اس کے ممکن فوائد سے استفادہ کرنے پر زور دیا۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے بعد محترم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ پر بہت ایمان افروز تقریر کی۔ آپ نے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے اس پہلو کو بڑی وضاحت سے پیش کیا کہ حضورؐ نے خطرناک سے خطرناک دشمن پر قابو پا لینے کے بعد ان سے درگزر اور رحم کا سلوک روا رکھنے میں کیسا بے نظیر نمونہ دنیا میں قائم کیا۔ حضور کی سیرۃ طیبہ کے اس پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے پہلے آپ نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ خارت ... کے وہ مظالم بیان کئے جو انہوں نے آنحضورؐ کے دعویٰ نبوت کے بعد حضورؐ پر اور حضورؐ کے بے یار و مددگار صحابہؓ پر روا رکھے اور پھر ان ہولناک مظالم کے بالمقابل فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ نے ایسے درندہ صفت دشمنوں کے ساتھ درگزر اور رحم کا جو سلوک فرمایا اُسے بڑی تشریح و بسط کے ساتھ بیان کیا۔ آپ نے اس ضمن میں حضورؐ کے رحیمانہ و کریمانہ سلوک کی ایسی ایسی ایمان افروز مثالیں بیان کیں کہ جن کی تفصیلات سن کر دل جذبۂ عشق سے لبریز ہو کر جھوم اُٹھے اور بار بار درود کی خوش آئند آوازوں سے وسیع و عریض جلسہ گاہ اور اس کا ماحول گونج اُٹھتا رہا۔ آخر میں آپ نے اس پر بھی روشنی ڈالی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اسی نمونہ کا حضورؐ کے صحابہؓ پر ایسا زبردست اثر پڑا کہ وہ بھی حضورؐ ہی کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اور انہوں نے بھی اپنے خطرناک سے خطرناک دشمنوں کو معاف کرتے اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک روا رکھنے میں حضورؐ کے نمونہ پر عمل کیا۔ چنانچہ آپ نے اس کی بھی بعض مثالیں بیان کیں کہ ثابت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا یہ پہلو بھی انتہائی درخشندہ تابندہ ہے کہ حضورؐ نے طاقت اور قوت رکھنے کے باوجود خطرناک سے خطرناک دشمنوں کے ساتھ درگزر اور رحم کا سلوک روا رکھنے میں ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش فرمایا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی اور کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

محترم شیخ عبد القادر صاحب فاضل کی تقریر کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے روز کا دوسرا اجلاس سوا چار بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں تقاریر

مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۷ء کو جلسہ سالانہ کے دو اجلاسوں کے علاوہ رات کے وقت جلسہ گاہ میں منعقد ہوئے اور جن میں بیرونی ممالک اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اسلام کے ہزاروں ہزار فدائی شریک ہوئے رات کو مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازوں کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں بھی ایک نہایت اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔ اس اجلاس میں بھی شمع احمدیت کے پروانوں نے ہزاروں ہزار کی تعداد میں شریک ہو کر اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔ ان زبانوں میں ایشیا افریقہ اور یورپ و امریکہ کی مختلف زبانیں شامل تھیں۔ اور مقررین میں دنیا کے مختلف علاقوں میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغین کے علاوہ خود ان علاقوں کے نو مسلم بھی شامل تھے۔ مثلاً انڈونیشیا، ڈنمارک کے مسٹر عبد السلام میڈسن جنہوں نے سکنڈے نیویا کی دو مختلف زبانوں میں تقاریر کیں احباب کی خاص توجہ کا مرکز بنے رہے کیونکہ وہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے اس اجلاس کے دو دن پہلے ڈنمارک سے ربوہ پہنچے تھے۔ اور ربوہ پہنچتے ہی انہوں نے اس اجلاس میں شریک ہو کر احباب سے پہلی بار خطاب فرمایا تھا۔ احباب نے اس اجلاس میں بہت دلچسپی لی اور مسلسل کئی گھنٹے پوری دلجمعی کے ساتھ بیٹھ کر احباب کی تقاریر سے محظوظ ہوتے رہے۔

۲۷ر دسمبر - پہلا اجلاس

آج کا پہلا اجلاس ساڑھے نو بجے صبح زیر صدارت محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے صدر شعبہ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی لاہور شروع ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ جو مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے کی بعد ازاں رشید احمد صاحب بھٹی راولپنڈی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

ذکر حبیب

سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت ڈپٹی شریف صاحب نے ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے مبارک زمانہ کے وہ نہایت ایمان افروز حالات بیان کئے جو زیادہ تر آپ کے ذاتی مشاہدہ پر مبنی تھے۔

سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر
مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تقریر

اس کی تقریر کے بعد مبلغ مدراس مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی تقریر کے لئے تشریف لائے۔ دراصل پروگرام میں اس وقت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر رکھی گئی تھی۔ مگر چونکہ وہ قادیان سے جلسہ پر تشریف نہ لا سکے ان کی جگہ مکرم امینی صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی جو کم و بیش اسی برس پر پھیلی ہوئی ہے، روحانیت۔ اخلاق فاضلہ محبت اسلام اور عشق رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پہلوؤں سے بھرپور ہے۔ حضور کی زندگی کا ہر ورق اور ہر پہلو ہی حضور کی صداقت کا نشان ہے اور ہمارے لئے نور اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی پاک زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کو جو ایک کھلی ہوئی کتاب کی حیثیت رکھتی تھی مخالفین کے سامنے بطور حجت پیش کیا اور مخالفین کو اس پر کسی پہلو سے بھی کوئی نکتہ چینی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مکرم امینی صاحب نے نہایت عمدگی کے ساتھ حضور کی سیرۃ کی مندرجہ ذیل دس اہم خصوصیات کو پیش کیا۔

۱۔ ہمدردیٔ اسلام
۲۔ اپنے خداداد مشن پر کامل یقین
۳۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہری محبت
۴۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق
۵۔ قرآن مجید کے ساتھ خاص تعلق
۶۔ دوستوں سے نہایت کریمانہ اور مشفقانہ سلوک
۷۔ مخالفوں اور دشمنوں سے عفو کا سلوک
۸۔ اکرام ضیف
۹۔ مخلوق خدا سے ہمدردی
۱۰۔ غیر معمولی قوت قدسی اور مقناطیسی کشش

مکرم امینی صاحب نے مندرجہ بالا تمام پہلوؤں پر بڑی اچھی طرح روشنی ڈالی۔ آپ نے اپنی تقریر میں شروع سے آخر تک حضور علیہ السلام کے اشعار، حضور کے کلمات طیبات اور مختلف واقعات کی ایمان افروز مثالوں کو اتنی عمدگی اور روانی کے ساتھ پیش کیا کہ حاضرین جلسہ نے اس تقریر کو غیر معمولی دلچسپی اور گہرے انہماک کے ساتھ سُنا۔

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تقریر

گیارہ بجے مکرم امینی صاحب کی تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب تقریر کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی تقریر کا موضوع یہ تھا کہ

"کیا نجات کفارہ پر موقوف ہے؟"

آپ نے سب سے پہلے ایک عام فہم مثال کے ذریعے سے مسئلہ کفارہ کو واضح کیا اور پھر مسئلہ کفارہ کے متعلق مختلف عیسائی نظریات کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ عیسائیت کا فلسفہ نجات نہایت جتنا بک اور مایوس کن ہے اس کے مطابق انسان کبھی اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اس کی پیدائش ایک ابدی ہلاکت اور لعنت کا پیغام بن کر رہ جاتی ہے اور کفارہ کے متعلق عیسائی نظریات کی بنیاد جن امور پر رکھی گئی ہے۔ وہ نہایت بے کمزور اور غیر ثابت شدہ امور ہیں نہ تاریخی شواہد سے انہیں ثابت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی فلسفیانہ اور سائنسی اور عقلی دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے

اسلامی معاشرہ کا ایک موضوع پر مولوی غلام باری سیف کی تقریر

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

کی تقریر کے بعد مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف لیکچرار جامعہ احمدیہ نے

"اسلامی معاشرہ"

کے موضوع پر اپنی تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اسلامی معاشرہ کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں۔ اور کس طرح یہ خصوصیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

۲۷ر دسمبر کا دوسرا اجلاس

۲۷ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس نماز جمعہ کے بعد سوا دو بجے بعد دوپہر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد و افسر جلسہ گاہ کی صدارت میں شروع ہوا۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم منٹگمری نے کی۔ ازاں بعد مکرم نثار احمد صاحب پیغامبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فارسی نعت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی

احمدیت مشرق بعید میں

سب سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل الاعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے

"احمدیت مشرق بعید میں"

کے موضوع پر ایک نہایت اہم تقریر فرمائی یہ تقریر اس لحاظ سے ایک نمایاں خصوصیت کی حامل تھی کہ اس کے ذریعہ جلسہ سالانہ کی ایک اہم غرض پوری ہوئی اور وہ یہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کے اشتہار میں جلسہ سالانہ کی اغراض بیان کرتے ہوئے ایک اہم غرض یہ بیان فرمائی تھی کہ اس میں اطراف و جوانب عالم میں پھیلنے والی نوع انسان کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں گی۔ سو محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس تقریر سے (جو سابقہ جلسہ ہائے سالانہ پر آپ کی بیش قیمت تقاریر کی ایک ہی کڑی تھی) یہ غرض بااحسن وجوہ پوری ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

امسال (۱۹۶۶ء) آپ نے جولائی کے مہینے میں ہانگ کانگ، سنگاپور، ملایا اور انڈونیشیا کی جماعت ہائے احمدیہ کا دورہ کر کے ان جماعتوں کی مساعی اور ان کے اثرات کا جائزہ لیا تھا اور وہاں تبلیغ اسلام کی جدوجہد کو وسیع تر کرنے کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کا فیصلہ فرمایا تھا۔ نیز والیبی پر تھائی لینڈ میں بھی ٹھہرے اور وہاں بھی اسلام کو سربلند کرنے کی مساعی کا آغاز کرنے کے امکانات کا مطالعہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی اس تقریر میں ان سب ممالک میں اپنے دورے کے نہایت دلچسپ اور صد درجہ ایمان افروز حالات بیان کر کے اس امر کو خوب واضح فرمایا کہ کس طرح ان سب ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں اسلام کو سربلندی حاصل ہو رہی ہے اور خود وہاں کے سربرآوردہ مسلم زعماء جماعت کی اسلامی خدمات کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں اور جماعت کی ان خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ آپ نے ان سب ممالک کے متعدد زعماء سے اپنی ملاقاتوں کے نہایت دلچسپ حالات بیان کرنے کے علاوہ وہاں کے احمدی احباب کے ایمان و اخلاص سلسلہ کے ساتھ انکی محبت و فدائیت اور اسلام کی سربلندی کی خاطر ان کے جذبہ قربانی و ایثار کے نہایت ایمان افروز واقعات بھی سنائے اور پھر ان ملکوں میں عیسائی مشنوں کی سرگرمیوں کا ذکر کرنے کے بعد وہاں اشاعت اسلام کی بعض نئی سکیموں اور پروگراموں پر بھی روشنی ڈالی۔

آپ نے اپنی تقریر میں انڈونیشیا کی جماعتوں اور وہاں کے تبلیغی حالات کا بہت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ آپ نے بتایا کہ انڈونیشیا بھی ان ممالک میں سے ہے جہاں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے اور جہاں احمدیت ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر سارے مشنوں کو دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ مغربی افریقہ کے بعد جماعت انڈونیشیا میں سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ آپ نے انڈونیشیا میں عیسائی مشنوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا کہ اگرچہ اس ملک کی مجموعی آبادی میں عیسائیوں کی تعداد ۵ فی صد ہے لیکن وہاں بھی سینکڑوں عیسائی مشن کام میں اور وہ عیسائیت کی تبلیغ میں بہت کوشاں ہیں اس وقت صرف جزیرہ ملاکس ہی میں پراٹسٹنٹ عیسائیت کے چار صد مشنری عیسائیت کے پرچار میں مصروف ہیں اور وہاں دو لاکھ پچہتر ہزار لوگوں کو عیسائی بنا چکے ہیں۔ اسی طرح جزیرہ سیلیبس میں منہا ساچرچ کے متعلق تین لاکھ ۵ ہزار عیسائی ہیں۔ اور جزیرہ تیمر کی تو نصف آبادی عیسائی ہو چکی ہے جزیرہ بالی میں بھی عیسائی مشن کے مراکز قائم ہو چکے ہیں آپ نے بتایا کہ وہاں عیسائیت کمیونزم اور دیگر ملحدانہ نظریات کے فروغ کا باعث یہ امر بھی ہے کہ لوگ بالعموم اسلامی عقائد سے ناواقف اور مذہبی تعلیم سے نابلد ہیں۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ نے وہاں اسلام کو سربلند کرنے کیلئے جو عظیم جدوجہد کی ہے اور اسکے جو خوشکن نتائج ظاہر ہو رہے ہیں اسکے ثبوت میں آپ نے انڈونیشیا کی ممتاز شخصیت جناب حاجی رسلان عبدالغنی صاحب کی اس تقریر کا حوالہ دیا جو انہوں نے انڈونیشیا میں آپکے قیام کے دوران جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کی ۱۴ ویں سالانہ کانفرنس میں کی حاجی صاحب موصوف تحریک آزادی کے علمبردار اور مقتدر کارکن رہ چکے ہیں اور اس حکومت انڈونیشیا میں ڈپٹی فرسٹ منسٹر اور منسٹر آف انفارمیشن کے عہدہ پر متمکن ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کیا اور فرمایا کہ "یہ عالمی جماعت (یعنی جماعت احمدیہ) ہماری روح کو مضبوط کرنے میں بہت ممد و معاون ثابت ہوئی ہے ہم اسکو اپنے ملک میں قبولیت کی جگہ دیتے ہیں"

تقریر کے بعد وزیر موصوف نے صاحبزادہ صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"انقلابی دور میں قریب تھا کہ ہم اسلام کو بھول جاتے اسوقت صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا لٹریچر ہمیں اسلام پر قائم رکھنے میں ممد ثابت ہوا"

تقریر کے دوران محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ افریقہ کی طرح انڈونیشیا میں بھی احمدیت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اسکے ذریعہ اسلام پر عیسائیت کے حملے ناکام ہو چکے ہیں اور عیسائی مشنریوں کی یہ امیدیں کہ وہ ان جزائر کو مسیح کیلئے جیت لیں گے خاک میں مل گئی ہیں اس امر کا اعتراف نہ صرف مغربی مستشرقین نے کیا ہے بلکہ خود انڈونیشیا کے لیڈر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ انڈونیشیا کے مایہ ناز سپوت صدر سوکارنو احمدیت کی مساعی کے متعلق اپنے ایک بیان میں بہت اچھے تاثرات کا اظہار کر چکے ہیں صدر موصوف نے اپنے اس بیان میں فرمایا تھا

"احمدیہ تحریک کا اثر ہندوستان کی سرحد سے باہر دور دراز علاقوں میں پھیلا ہوا ہے دنیا کے گوشے گوشے میں انکا لٹریچر اشاعت پذیر ہے حتیٰ کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ بھی احمدیہ کتابیں پڑھتے ہیں اس تحریک کے مبلغ دنیا میں سرگرم عمل ہیں اس تحریک نے اشاعت اسلام کے ضمن میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے اور اسکا لٹریچر نہ صرف برصغیر کے علمی طبقہ میں پھیلا ہوا ہے بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں اشاعت پذیر ہے اس خدمت کی وجہ سے احمدیہ تحریک مستحق ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا کریں"

(بحوالہ انڈونیشین ٹائمز نیوز ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۲ء)

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا انڈونیشین مسلمانوں کے اندر اسلام کی برتری کا احساس اور شعور پیدا کرنے میں احمدیہ لٹریچر نے نمایاں کام کیا ہے اس نے مسلمانوں کے ذہنوں کا رخ اس طرف موڑ دیا ہے کہ اسلام ہی واحد نجات دہندہ ہے اور یہ صرف پرانے وقتوں میں کسی خاص قوم کی رہنمائی کیلئے نہ تھا بلکہ کل دنیا کی نجات کا ذریعہ ہے اور ہمیشہ رہیگا اس لحاظ سے انڈونیشین مسلمانوں کے ذہنوں کی کایا پلٹ گئی ہے اور اب وہاں بھی بجائے مسائل کے اسلام کو دنیا کے موجودہ مسائل کا حل سمجھا جاتا ہے۔ تقریر کے دوران محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ملایا اور انڈونیشیا کے احمدیوں کی احمدیت کے ساتھ اخلاص و محبت اور خلافت سے وابستگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عشق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں جہاں بھی گیا اور جن دوستوں سے بھی میری ملاقات ہوئی میں نے ان میں احمدیت سے انتہائی عقیدت محسوس کی۔ جہاں دل پر اس کا گہرا اثر ہے اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت دے اور اسے احمدیت کی ترقی کا ذریعہ بنائے۔ ان دور دراز علاقوں میں بسنے والے احمدی احباب میں سے کسی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک نہیں دیکھا نہ حضور کی مجالس میں بیٹھ کر براہ راست تربیت پائی۔ نہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا بلکہ وہ سوائے چند ایک افراد کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت سے بھی محروم ہیں۔ اس کے باوجود ان کی سلسلہ سے وابستگی اور اخلاص اور خدمت اسلام کا یہ جذبہ اور تڑپ احمدیت کی سچائی کا ایک بہت بڑا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ کی تاثیرات کا زندہ ثبوت ہے"

الغرض محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے سنگاپور، ملایا اور انڈونیشیا کے احمدیوں کے اخلاص اور تنظیم اور ان کی فدائیت کے بہت ہی ایمان افروز واقعات سنانے کے بعد فرمایا۔ اس دورہ میں جو حالات میں نے دیکھے ان کے نتیجہ میں میں اس یقین سے پر ہوں کہ ان علاقوں میں بھی احمدیت کا مستقبل بہت روشن ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے وہ وعدے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے تھے جلد پورے ہوں گے اور وہاں بھی حقیقی اسلام ہر طرف غالب نظر آئے گا + (باقی)

رمضان شریف میں فدیۃ الصیام و انفاق مال

از محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف میں روزے کی فرضیت اسی طرح ہے جس طرح باقی ارکان اسلام البتہ جو مرد یا عورت بیمار ہو اور ڈاکٹر نے روزہ رکھنا منع کیا ہو یا کوئی بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے معذور ہو تو اسے شریعت نے فدیہ دینے کی سہولت دی ہے

فدیہ یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو رمضان شریف کے مہینہ میں اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کا انتظام کر دیا جائے سو جو دوست پسند کریں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزے رکھوا دیئے جائیں وہ فدیۃ الصیام کی رقم قادیان میں ارسال فرمائیں اس طرح ان کی طرف سے فرض کی ادائیگی بھی ہو جائے گی اور غریب درویشوں کی امداد بھی ہو جائے گی

انفاق مال :-

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں ہر مومن کو اپنی توفیق کے مطابق صدقہ و خیرات بہ دوران چاہیئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رمضان شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخاوت کرنے والا کسی نہیں دیکھا۔ سو اس طریق کو بھی دوست عملی جامہ پہنانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔ آمین

"اسلام افریقہ میں عیسائیت سے بازی لے جائیگا"

(بقیہ صفحہ اوّل)

اگر دیکھا جائے تو ریورنڈ جے۔ ٹی واٹسن کا بیان جواب ہے۔ آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے کے اُس بیان کا جو انہوں نے اپریل ۱۹۶۳ء میں افریقہ کی صورت حال کا بچشم خود مشاہدہ و مطالعہ کئے بغیر ایک ٹیلیویژن انٹرویو میں دیا تھا۔ اور جس میں انہوں نے افریقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کی اہمیت کو گرانے کی کوشش کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنا چاہا تھا کہ اسلام کی یہ ترقی عیسائیت کے لئے کسی خطرہ یا الارم کا موجب نہیں ہے کیونکہ وہاں عیسائیت نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے اور بہت جلد وہاں پھر آگے بڑھنا شروع کر دے گی۔ اُنہوں نے کہا تھا:-

"اسلام کی یہ پیشقدمی عیسائیت کے لئے کسی خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں کیونکہ اسلام افریقہ کے صرف قدیم مشرک باشندوں میں پھیل رہا ہے .... یہ ایک حقیقت ہے کہ عیسائیت نے وہاں اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے۔ اور اگر عیسائیت ان غیر معمولی نوعیت کے پُرمحن سالوں میں بھی اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے ہے تو اس وقت جبکہ ہم اس پُرمحن دور سے سبق حاصل کر کے بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہو جائیں گے۔ عیسائیت پھر آگے بڑھنا شروع کر دے گی"

(یوگنڈا آرگس ۱۶/اپریل ۱۹۶۳ء)

اگرچہ یوگنڈا میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام مکرم مولانا محمد اسحٰق صوفی نے ایک مکتوب کے ذریعہ جو "یوگنڈا آرگس" کی ۲۰ اپریل ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا اسی وقت آرچ بشپ آف کنٹربری کے اس بیان کو چیلنج کیا تھا (حوالہ کے لئے دیکھیں ماہنامہ "الفرقان" بابت مئی ۱۹۶۳ء) تاہم نو مہینے گذرنے کے بعد خود برطانیہ ہی کے ایک مشہور عالم مشنری ادارہ کے سربراہ ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن نے افریقہ کی صورتِ حال کا موقعہ پر بچشم خود مطالعہ کر کے آرچ بشپ کے بیان کی تردید کر دی۔ آرچ بشپ صاحب نے تو انگلستان میں ہی بیٹھ کر کہا تھا کہ افریقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی عیسائیت کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں ہے۔ لیکن ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن صاحب نے افریقہ کی سرزمین پر یہ اعلان کر دیا اور اس کے سوا چارہ بھی نہ تھا کہ عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے وہاں عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔

آرچ بشپ صاحب نے تو کہا تھا کہ اُس وقت جب ہم اس پُرمحن دور سے سبق حاصل کر کے بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہو جائیں گے تو عیسائیت پھر آگے بڑھنا شروع کر دے گی۔ اس کے مقابل ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن صاحب کا ذاتی مشاہدہ یہ ہے کہ اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ چرچ موجودہ صورتِ حال سے عہدہ برآنہ ہو سکے اور اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری کا یہ حقیقت افروز بیان اس امر پر گواہ ہے کہ مٹھی بھر احمدی مبلغین اسلام کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں اسلام کو افریقہ میں جو روز افزوں ترقی حاصل ہو رہی ہے وہ اسلام کو افریقہ میں غالب کرنے پر منتج ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ اور اس وقت افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے مابین جو روحانی جنگ لڑی جا رہی ہے اس میں بالآخر اسلام ہی فتحیاب ہوگا۔ اور افریقہ پر آئندہ صلیب کا نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلالی پرچم لہرائے گا۔

یہ صورتِ حال حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے کیونکہ آپ نے آج سے ساٹھ ستر سال قبل اس زمانہ میں جبکہ عیسائی پادری اور مناد قوت واقتدار کے نشہ میں سرشار ہونے کے باعث ساری دنیا کو عیسائی بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اور بیسویں صدی شروع ہوتے ہی مشرق کے دیگر علاقوں میں بالعموم اور براعظم افریقہ میں بالخصوص عیسائیت کو ایک عوامی مذہب کے طور پر غالب کرنے کے منصوبے باندھ رہے تھے پوری تحدی سے اعلان فرمایا تھا کہ عیسائیوں کے یہ سب منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور ان کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی کیونکہ آسمان پر خدا تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں ازسرنو غالب کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور میرے آنے کے ساتھ ہی غلبۂ اسلام کی یہ اٹل اور غیر مبدل تقدیر نافذ ہو کر رو بہ راہ آچکی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا:-

"قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام، اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اُتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"

(اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

افریقہ کی صورتِ حال کے متعلق برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن کا تازہ ترین بیان جو ہم اوپر درج کر چکے ہیں اس امر پر گواہ ہے کہ سب باتیں جن کی خبر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ساٹھ ستر سال قبل دی تھی آج پوری ہو رہی ہیں۔ اور ہوتی چلی جائیں گی۔ یہاں تک کہ اسلام پورے کرۂ ارض پر محیط ہو کر توحید کے سچے پرستاروں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نام لیواؤں سے بھر جائے گی۔

اے خدا تو دُنیا سے صلیب کے غلبہ کو مٹا کر جلد اسلام کو دُنیا میں غالب کر اور غلبۂ اسلام کے اُن وعدوں کو جو تُو نے اپنے مامور کی وساطت سے کئے ہیں بہ تمام وکمال پورا فرما۔ تاکہ ہم اپنی زندگی میں ہی اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کو دیکھ لیں۔

اے خدا تو ایسا ہی کر۔

آمین۔

(الشکریہ رسالہ الفرقان ربوہ دسمبر ۱۹۶۳ء)

لنڈن کے ایک پادری کا اعلانِ حق

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں بلکہ ایک فلاسفر تھے"

ڈاکٹر سٹوارٹ نے تیس سال بعد گرجا کو خیرباد کہہ دیا

لنڈن ۲۲ر نومبر (یو۔ این۔ آئی۔ ڈی۔ پی۔ اے) اطلاع ملی ہے کہ اینگلیکن چرچ کے ایک پادری ڈاکٹر سٹوارٹ نے کہا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک فلاسفر سمجھتا ہوں نہ کہ خدا۔ کوئی بھی صاحب عقل آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ کی پیدائش اور زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے پر یقین نہیں کر سکتا۔ یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پادری ڈاکٹر ایبو سٹوارٹ نے اینگلیکن چرچ کے سربراہ آرچ بشپ آف کنٹربری سے تبادلۂ خیالات کے بعد مقدس نظام سے استعفیٰ دے دیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف تقریباً تیس سال قبل پادری کے عہدہ پر فائز کئے گئے اور گذشتہ پانچ سال سے کینٹ کی ریاست کے ایک چھوٹے سے گرجا گھر کے پادری تھے۔ گرجا گھر کی خدمات سے سبکدوش ہونے کے بعد ڈاکٹر صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ یونیورسٹی کے استاد کے طور پر کام کریں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسائیت کے اکثر بنیادی اصول زمانہ قدیم سے ہی توہمات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پادری لوگ تنگ نظر ہیں اور اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں پر کسی قسم کے سوالات سے ہمیشہ بچنا چاہتے ہیں۔ (بحوالہ انگریزی اخبار ٹریبیون صفحہ انبالہ ۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء)

(ناظر دعوت وتبلیغ قادیان)

وقفِ جدید کے ساتویں سال کا آغاز

(اور)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حسب ذیل روح پرور پیغام مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر حضور کے ارشاد کے ماتحت محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنایا۔ نیز حضور انور نے وقفِ جدید کے نئے سال کے لئے اپنا وعدہ مبلغ ایک ہزار دو سو پچاس روپیہ فرمایا ہے:-

برادرانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

وقفِ جدید کا ساتواں سال شروع ہو رہا ہے۔ میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پہلے سے زیادہ قربانی کر کے وقفِ جدید کو مضبوط کریں۔

خاکسار
مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اس پیغام کے بعد احبابِ جماعت سے امید ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدہ جات سالقہ سالوں سے اضافہ کے ساتھ دفتر ہذا کو ارسال فرما دیں گے۔ تاکہ اسلام اور احمدیت کا پیغام زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچایا جا سکے۔

احباب نوٹ فرمائیں کہ وقفِ جدید کی تحریک کے ماتحت جو تبلیغی اور تربیتی کام سرانجام پا رہا ہے۔ اس کے نتائج خدا کے فضل سے خوش کن اور امید افزا ہیں۔ گو ابھی یہ تحریک ابتدائی دور میں سے گذر رہی ہے۔ لیکن اگر اسے جماعت کے تمام افراد کا تعاون حاصل ہو جائے۔ اور جماعت کا ہر مرد، عورت، بچہ اور بوڑھا اس کی افادیت کو سمجھے اور اس قربانی کے میدان میں قدم آگے بڑھائے تو یہ تحریک جماعت کے پاؤں تبلیغی اور تربیتی میدان میں زیادہ مضبوط کر دے گی۔ اور یہ تو جو کام اس تحریک کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ وہ خدا کا کام ہے۔ اور خدا تعالیٰ خود اپنی تائید و نصرت کے ساتھ اس کی پشت پر کھڑا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ثواب کی راہ کھول دی ہے ورنہ یہ خدا تعالیٰ کا ارادہ اور اس کی تقدیر ہے جسے بہر حال پیدا ہونا ہے۔

احبابِ جماعت سے یہ بھی گذارش ہے کہ وقفِ جدید کا فنڈ ابھی تک اتنا مضبوط نہیں ہو سکا جتنا کہ اس کی ضروریات اور کام کی وسعت کا تقاضا تھا۔ بلکہ موجودہ معلمین کے لئے بھی کافی نہیں۔ مجھے امید ہے کہ جملہ سیکرٹریانِ وقفِ جدید اور صدر صاحبان جماعت ہائے اور مبلغین کرام اس طرف خاص توجہ فرمائیں گے اور کوشش کریں گے کہ جماعت کا ہر فرد اس تحریک میں شامل ہو۔

اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر رہے اور زیادہ سے زیادہ قربانی کی توفیق بخشے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ولادت

الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے پوتے عزیز الطاہر الحق کوثر ر… کو پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ عزیز نومولود کا نام انصار الحق تجویز کیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو نیک صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔

خاکسار حاجی فضل محمد کبیر… درویش قادیان

نوٹ:- مکرم حاجی صاحب نے اس خوشی پر مبلغ پانچ روپیہ اعانت بدر دیئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء (ادارہ بدر)

تحریکِ جدید کے نئے سال کے دو ماہ گذر چکے ہیں

بہت سی جماعتوں اور احباب کے وعدے ابھی تک نہیں پہنچے

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ تحریکِ جدید کے نئے مالی سال دفتر اول سال ۳۰ اور دفتر دوم سال ۲۰ کا آغاز نومبر ۱۹۶۳ء سے ہو چکا ہے۔ اور اس کے سوا دو ماہ گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات کی فہرستیں دفتر ہذا کو نہیں پہنچیں۔ ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ جلسہ سالانہ کی مصروفیات کی وجہ سے دفتر ہذا کی طرف سے یاد دہانی بھجوائی نہ جا سکی تھی۔

اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے تحریکِ جدید نے جو اہم کام سرانجام دیا ہے وہ اس قدر واضح اور اس قدر عظیم الشان ہے کہ آج دنیا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہی ہے کہ احمدیت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہے۔ اور اسلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے جماعت کی ترقی ایک تدریج کے ساتھ جاری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان تمام ترقیات اور فتوحات کے باوجود ہماری جماعت کے ایک حصہ نے یا یوں کہیئے کہ نئی پود نے اس عظیم الشان تحریک کی اہمیت کو کما حقہ نہیں سمجھا۔ اور جس رفتار کے ساتھ چندوں میں ترقی ہونی چاہیئے تھی وہ نہیں ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر اپنے افتتاحی پیغام میں اس کے متعلق فکر کا اظہار خاص طور پر فرمایا ہے جس سے جماعت کے لئے ایک لمحۂ فکریہ پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"پس مرکز کے ساتھ اپنے تعلقات استوار رکھو اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت پر بہت زور دو اور اپنی آئندہ نسل کی درستی کا فکر کرو۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ جماعت کو اپنی آئندہ نسل کی خاص فکر نہیں۔ اور یہ ایک نہایت ہی خطرناک بات ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تحریکِ جدید کے دورِ اول میں تو بڑی کثرت کے ساتھ لوگوں نے حصہ لیا۔ مگر نئے دور میں شامل ہونے والوں کی تعداد ان کی نسبت کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ اور پھر جو لوگ وعدہ کرتے ہیں وہ وقت کے اندر اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ اشاعتِ اسلام کا کام کسی ایک نسل کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ قیامت تک اس نے جاری رہنا ہے۔ پس اپنے اندر صحیح معرفت پیدا کرو۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو اسلام کا بہادر سپاہی بنانے کی کوشش کرو۔"

حضور انور کا یہ ارشاد تحریکِ جدید کی جس اہمیت اور ضرورت کو واضح کر رہا ہے اور حضور کے الفاظ میں جس قلبی کیفیت کا اظہار ہو رہا ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ اسی درد اور فکر کو اپنے اوپر وارد کرکے اور پھر اپنی اولادوں پر واضح کرکے خود بھی مالی قربانی کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اپنی اولادوں کو بھی تلقین کریں۔

عہدیدار صاحبان اور سیکرٹریان تحریکِ جدید اور سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد وعدہ جات کی فہرستیں تیار کرکے ارسال فرمائیں اور کوشش فرمائیں کہ کسی جماعت کا کوئی فرد اس تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب کا حافظ و ناصر رہے اور مالی جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق بخشے۔

خاکسار وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

اظہارِ تشکر و درخواستِ دعا

۱۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور بزرگان سلسلہ و احبابِ جماعت کی دعاؤں کے طفیل اس عاجز کو امتحان ایل سی ای میں کامیاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب دعا کرنے والوں پر بھی اپنے فضل نازل کرے۔ اب عاجز ان التماس ہے کہ احباب وہ وہ بیشاب قادیان میری ملازمت کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اچھے مقام پر اچھی ملازمت عطا کرے۔

۲۔ میرے عزیز دوست قمر الدین صاحب قریشی عرصہ دو سال سے میٹرک پاس کر لینے کے بعد ملازمت کے متلاشی ہیں۔ احبابِ کرام ان کے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں کوئی اچھی باعزت ملازمت عطا کرے۔ آمین

خاکسار ایم حنیف قریشی تیماپوری ایل سی ای از تیماپور

خبریں

کلکتہ ۱۲ رجنوری۔ بری فوجوں کے سربراہ جنرل جے۔ این چودھری کلکتہ کے فساد زدہ علاقوں کا جائزہ لینے کے لئے کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ کل رات سے فساد سے متاثرہ علاقوں کا کنٹرول مکمل طور فوج کے قبضہ میں ہے۔ جنرل چودھری نے آج کلکتہ پہنچنے پر مرکزی ہوم منسٹر شری نندہ اور مغربی بنگال کے مکھیہ منتری شری پی سی سین کے ساتھ ملاقات کی۔

کلکتہ ۱۳ رجنوری۔ کلکتہ کے فساد زدہ علاقہ کا کنٹرول مکمل طور پر فوج کے سپرد کر دیئے جانے کے بعد آج صبح صورت حال میں کچھ سدھار ہوا ہے۔ مرکزی ہوم منسٹر فسادات کو کچلنے کے سلسلہ میں خود کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے کل رات اخباری نمائندوں کو بتایا کہ اگرچہ مارشل لاء نافذ کرنے کا اعلان نہیں ہوا۔ تاہم فوج کو فساد زدہ علاقوں میں سول حکام کی امداد کے ساتھ تو شدھ ڈھنگ سے کام کرنے کے لئے مکمل قانونی اور انتظامیہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔ کل رات کرفیو والے جن علاقوں میں فوج نے مورچے سنبھالے وہاں کوئی نئی واردات نہیں ہوئی۔ فساد زدہ علاقوں میں آج بھی سرکاری ٹرانسپورٹ سروسز بند رہی۔ تاہم باقی شہر میں ٹرام گاڑیاں اور بسیں معمول کے مطابق چلتی رہیں۔ سب سے زیادہ گڑبڑ انٹالی کے علاقہ میں ہوئی ہے۔ شری نندہ کل رات خود وہاں گئے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ گڑبڑ سے نقصان اٹھانے والوں کو تمام تحفظ اور ہر قسم کی امداد دی جائے گی فساد زدہ علاقوں میں ۲۴ گھنٹے کا کرفیو نافذ کرنے اور کئی بار فائرنگ کئے جانے کے باوجود کل صورت حال کافی بگڑ گئی تھی۔ اور کئی جگہوں پر آتش زنی اور لوٹ مار کی وارداتیں ہوئی تھیں۔ جب شری نندہ دہلی سے ہوائی جہاز میں کلکتہ پہنچے۔ تو انہوں نے مکھیہ منتری وغیرہ کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ فوج کو ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر حالات کو قابو میں لانے کی ہدایت کی جائے۔

فسادات میں سینکڑوں آدمی بے گھر ہو گئے ہیں۔ انہیں متبادل جگہ مہیا کی جا رہی ہے۔ متاثرہ علاقوں سے کچھ لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کا کام بھی شروع ہے۔ مرکزی ہوم منسٹر نے کلکتہ کے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ امن قائم کرنے کے کام میں حکام کے ساتھ تعاون کریں۔ ہر بلوائی پر واضح کر دیا جائے کہ ان کے ساتھ بڑی سختی کا برتاؤ ہوگا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے لئے ہر مذہب کے آدمی کی جان و مال کی حفاظت کرنا مقدس فرض ہے۔

ریڈیو۔ پ جالندھر مورخہ ۱۴/۱/۶۴

بڑودہ ۱۲ رجنوری۔ سوشلسٹ لیڈر ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے پاکستان سرکار کی مذمت کی کہ وہ پاکستان میں ہندو اقلیت کی حفاظت نہیں کر سکی۔ اور یہی الزام بھارت سرکار پر بھی لگا دیا کہ وہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت کی حفاظت نہ کر سکی۔ اور ملک کی تقسیم نے اقلیتوں کا مسئلہ اور بھی پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر لوہیا نے کہا کہ ۱۵ سال ہو گئے بھارت کو آزاد ہوئے۔ اتنے لمبے عرصہ میں بھی اقلیتوں میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہو سکی۔ ڈاکٹر لوہیا نے مشرقی پاکستان اور کلکتہ میں فسادات کی مذمت کی جن میں متعدد زندگیاں ضائع ہو گئی ہیں۔ اور کہا کہ پاکستان اور بھارت میں تعلقات روز بروز خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ دونوں ملکوں میں صرف کشمیر ہی ایک مسئلہ نہیں۔ نہری پانی کا جھگڑا ہے۔ اور سرحدی حد بندی کا جھگڑا بھی ہے۔ مگر کون مسئلہ حل ہوگا۔ ہندوستان اور پاکستان میں تعلق بہتر بنانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی فیڈریشن بنا دی جائے۔

کلکتہ ۱۲ رجنوری اخبار پرتاپ

فوج کے کل رات امن وانتظام کا مکمل کنٹرول سنبھال لینے کے بعد آج صبح کلکتہ کے گڑبڑ زدہ علاقہ میں حالت کافی بہتر ہو گئی تاہم شہر کے بعض دیگر علاقوں سے جہاں اب تک فسادات نہیں ہوئے تھے چھڑے ہاڑی لوٹ مار اور آگ لگانے کی وارداتوں کی اطلاع ملی ہے۔ پولیس کو ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے والے فسادیوں کے گروہوں اور لوٹ مار اور آگ لگانے والے گروہوں کو منتشر کرنے کے لئے کم از کم نصف درجن بار گولی چلانا پڑی۔ کیدہ پور، ٹالی گنج (جنوبی کلکتہ) دھرم تلہ (وسطی کلکتہ) کے علاقوں میں جہاں آج فسادات ہوئے کرفیو نافذ نہیں ہے۔ دریں اثنا ضلع ۲۴ پرگنہ کے گڑبڑ زدہ علاقوں سے دوپہر تک کسی نئے واقعہ کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ ہوائی سروسز پروگرام کے مطابق چلتی رہیں۔ اس کے علاوہ جن علاقوں میں فسادات نہیں ہوئے ان میں بسیں اور ٹرامیں پروگرام کے مطابق چلتی رہیں۔ مگر گڑبڑ والے علاقوں میں سروسز معطل رہیں۔ لمبے سفر کی سب اربن ٹرین سروسز بھی نارمل طور پر چلتی رہیں۔ کلکتہ کی تمام مارکیٹیں اور سٹاک ایکسچینج بند ہیں۔ مرکزی وزیر داخلہ شری گلزاری لال نندہ نے کل رات دوسری بار زیادہ متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور انٹالی میں فسادات کا شکار ہونے والے بعض لوگوں سے ذاتی طور پر ملاقات کی۔

چنڈی گڑھ ۱۳ رجنوری۔ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم نے ہیڈ افسروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ سکولوں میں طلباء کو پرائیویٹ ٹیوشن رکھنے جانے کی حوصلہ شکنی کریں۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے ٹیچروں کو اپنا ذاتی ہے کہ ان کے شاگرد کمزور رہیں۔ اگر کوئی طالب علم کمزور ہو۔ تو اس کے والدین کی طرف سے ہیڈ ماسٹر کے پاس درخواست آنی چاہیئے اور ہیڈ ماسٹر کو متعلقہ ٹیچروں کے ساتھ اس کے متعلق بات چیت کرنی چاہیئے۔ اگر ٹیوشن رکھنا ضروری ہو تو مڈل تک کے طلب کی ٹیوشن فیس ۲۵ روپے سے زیادہ نہ ہو۔ اور میٹرک و ہائر سیکنڈری کے طالب علم کی ٹیوشن فیس چالیس پچاس روپے سے زیادہ نہ ہو۔ اگر کوئی ٹیچر اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے۔ تو یہ معاملہ اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لایا جائے۔

پروگرام دورہ

مکرم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ یو۔پی۔ بہار و بنگال

۱۳/۱/۶۴ — تا — ۳/۴/۶۴

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ یو۔پی۔ بہار و بنگال کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۳/۱/۶۴ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بغرض حسابات و وصولی چندہ جات۔ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران کما حقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۱۳-۱-۶۴
۲	اچول (میرٹھ)	۱۴-۱-۶۴	۱	۱۶
۳	بجوپورہ	۱۶	۱	۱۸
۴	انبیٹھ	۱۸	۲	۲۱
۵	امروہہ	۲۱	۳	۲۵
۶	سردار نگر	۲۵	۱	۲۷
۷	سبیلی	۲۷	۱	۲۹
۸	شاہجہانپور معہ اودھے پور کٹیا وغیرہ	۲۹	۵	۴-۲-۶۴
۹	لکھنؤ	۴-۲-۶۴	۱	۶
۱۰	گونڈہ	۶	۱	۸
۱۱	فیض آباد	۸	۱	۱۰
۱۲	بنارس	۱۰	۱	۱۲
۱۳	بھدوہی	۱۲	½	۱۳
۱۴	بنارس	۱۳	½	۱۴
۱۵	پٹنہ	۱۴	۱	۱۶
۱۶	بھاگلپور معہ سیرہ پور	۱۶	۴	۲۱
۱۷	خانپور ملکی معہ بہاری	۲۱	۵	۲۶
۱۸	رانچی	۲۷	۲	۱-۳-۶۴
۱۹	جمشید پور	۱-۳-۶۴	۴	۶
۲۰	موسی بنی مائینز	۶	۴	۱۱
۲۱	مہوبھنڈار	۱۱	۲	۱۴
۲۲	کلکتہ	۱۵	۵	۲۱
۲۳	بھرت پور	۲۱	۳	۲۵
۲۴	چندی	۲۶	۱	۲۸
۲۵	درسوٹ	۲۸	½	۳۰
۲۶	گانٹھ	۳۰	½	۱-۴-۶۴
۲۷	کلکتہ	۱-۴-۶۴	۱	۲
۲۸	بالنسرہ	۳	½	۳
۲۹	سمکنتہ	۳	۱	-